تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

ماہنامہ الفرقان

ربوہ
پاکستان

ماہِ فروری سنہ ۱۹۵۷ء

(ایڈیٹر)
ابو العطاء جالندھری

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا صعود

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

ماہ جنوری ۱۹۵۷ء کی تیرہ تاریخ کو نماز فجر کے بعد احمدیت کا عاشق صادق، اسلام کا جانباز سپاہی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسیحائی نفس کا ایک جیتا جاگتا ناطق برہان، اور احمدیت کا ایک ستون یعنی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

احمدی تو خیر حضرت مفتی صاحب کی روحانیت، للّٰہیت، بے نفسی اور تقویٰ و پارسائی کی وجہ سے ان پر فریفتہ تھے ہی غیر احمدی بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ آپ اپنے اعلیٰ اخلاق اور شیریں کلام کے باعث ہر شخص کے دل میں گھر کر لیتے تھے۔ آپ کی تبلیغ نہایت میٹھی اور دل میں رچ جانے والی ہوتی تھی۔ آپ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دامن کو جوانی کے عالم میں پکڑا اور آخری سانس تک کامل وفاداری اور پورے خلوص سے اُسے تھامے رکھا۔ اس راہ سلوک میں آپ کے قدم ہمیشہ ہی زیادہ سے زیادہ استوار ہوتے گئے اور پچاسی سال کے لمبے عرصہ پر پھیلی ہوئی عشق و محبت الٰہی کی سچی داستان ہمیشہ کیلئے نئی نسلوں کے سامنے مشعلِ راہ ثابت ہوگی! اللہ تعالیٰ نے بھی اس عبدِ مخلص اور محبِ صادق کی محبت کو نوازا اور اسے مشرقی اور مغربی دنیا میں اسلام کے نام کو پھیلانے کی بہترین توفیق بخشی اور تحریری و تقریری طور پر خدمتِ اسلام کا شرف عطا فرمایا اور آپ کے ہاتھ پر سینکڑوں افراد کو اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی۔ سچ ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ؎ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

راقم السطور کو حضرت مفتی صاحبؓ سے اسی وقت سے تعارف ہے جبکہ وہ گیارہ برس کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں قادیان میں تعلیم کیلئے آیا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؓ کی شکل جہاں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے ملتی تھی وہاں آپ میں حضرت مسیحؑ کا یہ خلق بھی بہت نمایاں تھا کہ آپؓ چھوٹے بچوں سے پیار کرتے تھے اُنہیں محبت سے نصیحت آموز باتیں کہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ کے بلند اخلاق ہر انسان کو گرویدہ کر لیتے تھے۔ مجھے ذاتی طور پر بھی ان اخلاق کا کافی تجربہ ہے۔ انکے بیان کرنے کا تو اور موقعہ ہوگا انشاء اللہ۔ آج تو صرف ان کے روحانی درجات کی بلندی کیلئے دُعا کی تحریک کی خاطر یہ چند کلمات لکھے جا رہے ہیں ——— بلاشبہ حضرت مفتی صاحبؓ کی وفات پر ہم سب افسردہ ہیں وہ ہم سب کے ہمدرد اور سب کے لئے مجسم دُعا تھے۔ دعا بھی ایسی جو بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوتی تھی۔ یقیناً آسمانِ روحانیت کے اس ستارے کے چھپ جانے پر ہماری طبیعتوں میں رنج ہے مگر روحانی لوگ ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں اور انکے اعلیٰ نمونے ہمیشہ آنے والوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت مفتی صاحبؓ ہمیشہ کی زندگی پانے والے خوش قسمت انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور انکے جملہ مقاصد کو پورا فرمائے اور انکی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ کو بھی خاص جزا عطا فرمائے جنہوں نے حضرت مفتی صاحبؓ کی آخری عمر میں انکی خدمت کا پورا حق ادا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحبؓ کی ساری اولاد کی دستگیری فرمائے اور اُنہیں اپنے کامیاب اور سراپا روحانیت باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

۳۱ جنوری ۱۹۵۷ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

الفرقان

نائب ایڈیٹرز
مسعود احمد خان دہلوی بی۔اے۔ خورشید احمد شاد مولوی فاضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۷ | فروری ۱۹۵۷ء | الفرقان | رجب ۱۳۷۶ھ | شمارہ ۲

کسرِ صلیب

دردمند مسلمانوں کے لئے قابلِ غور

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی یہ علامت قرار دی ہے کہ وہ کسرِ صلیب کریگا۔ خدا کے مامور اور نبی دنیا میں جنگ، فساد اور خونریزی کرنے کے لئے نہیں آتے اور نہ ہی ان کی بعثت کا مقصد مادّی فتوحات کا حصول ہوتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دنیا کے بادشاہ، جرنیل اور فوجی لوگ کرتے ہی رہتے ہیں۔ ملک فتح ہوتے ہیں، حکومتوں کو شکست دی جاتی ہے اور شہروں کو تاخت و تاراج کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے خدا کے کسی مامور یا فرستادہ کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ درست ہے کہ جب تاریکی کے فرزند خدا کے بندوں پر عرصۂ حیات تنگ کرتے ہیں اور ان کے مذہب کو جبر و تشدّد سے مٹانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان نیک بندوں کو دفاع کی اجازت دیتا ہے اور اس مقابلہ میں بھی ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور آخرکار انہیں مادّی طور پر بھی فتح نصیب ہوتی ہے۔ مگر یہ فتح نہ ان کا اصل مقصود ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے ان کی طرف سے آغاز کیا جاتا ہے۔ انبیاء و مرسلین کا اصل مقصد تو دلوں کو پاک و مطہر بنانا ہوتا ہے۔ وہ قلوب کی زمین کو فتح کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور صحیح عقائد کو دلوں میں راسخ کرنا اُن کی بعثت کا مدّعا ہوتا ہے۔

عیسائیت کے بگڑنے کے بعد عیسائیوں نے اپنے عقائد کی ساری بُنیاد صلیب پر قرار دے لی، مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیا اور ان کی **صلیبی موت** کو گناہوں کا کفارہ ٹھہرایا۔ آخرکار مسیحیت سمٹ سمٹا کر حضرت مسیح کی صلیبی موت میں آگئی۔ قرآن مجید نے ابطالِ مسیحیت باطلہ کیلئے جو دلائل دیئے ہیں ان سے جھوٹے عقائد کی پورے طور پر تردید ہو جاتی ہے اور کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ آنیوالا مسیح موعود قرآنی دلائل سے بڑھ کر یا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بیانات و اعمال سے زیادہ کوئی بات کرے گا۔

شارحینِ حدیث نے یَکسِرُ الصّلیبَ کے معنوں میں لکھا ہے:-

"(الخ) ای فیبطل النصرانیۃ ویحکم بالملّۃ الحنیفیہ"

"کہ مسیح کے کسرِ صلیب کرنیکے معنے یہ ہیں کہ وہ عیسائیت کا ابطال کریگا اور دینِ اسلام کے مطابق فیصلہ کریگا"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۲۲۱)

(ب) "فتح لی ھذا معنی من الفیض الالٰھی وھو ان المراد من کسر الصلیب اظھار کذب النصاریٰ حیث ادعوا ان الیھود صلبوا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام علی خشب فاخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ العزیز بکذبھم وافترائھم"

ترجمہ:- مجھے (یعنی شارح بخاری علیہ الرحمۃ کو) کسر صلیب کے معنے الہاماً بتائے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ مسیح موعود اُن نصاریٰ کے اس کذب کا خوب اظہار کرے گا جو وہ کہتے ہیں کہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر مار دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھی ان کے کذب اور جھوٹ کی خبر دی ہے۔"
(عمدۃ القاری فی شرح البخاری جلد ۸ صفحہ ۵۸۴ مطبوعہ مصر)

اس تمہید سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے کسر صلیب کرنے کے یہی معنے تھے کہ وہ عیسائیوں کے باطل عقائد کا استیصال کرے گا اور صلیبی مذہب کی از روئے دلائل جڑ اُکھاڑ دیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کے رُو سے جو بنیادی عقیدہ موجودہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے سامنے پیش فرمایا وہ یہ تھا کہ "حضرت مسیح علیہ السلام طبعی طور پر وفات پا چکے ہیں آسمانوں پر زندہ نہیں ہیں لیکن وہ صلیب پر نہیں مرے"۔ اس عقیدہ سے اسلام اور عیسائیت میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور سچے اور باطل عقائد میں امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح کی صلیبی موت کے خلاف تاریخی واقعات کے علاوہ خود اناجیل سے ایسے دلائل دیئے ہیں جن کا کوئی انصاف پسند مسیحی انکار نہیں کر سکتا۔ جن بڑے پادری صاحبان نے احمدیت کے پیش کردہ نظریہ پر ذرا بھی غور کیا ہے اُنہیں یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس نظریہ سے عیسائیت کی عمارت چکنا چور ہو جاتی ہے اور اس عقیدہ سے عیسائی مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل میں دو بڑے پادریوں کی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر زویمر نے جو عیسائی دنیا میں بہت بڑی شخصیت سمجھے جاتے ہیں اپنی ایک عربی کتاب میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے کہ:-

"فاذا کان ایماننا ھذا خطأ کانت مسیحیتنا بجملتھا باطلۃ"

کہ مسیح کی صلیبی موت پر اگر ہمارا ایمان غلط ہے اور مسیح صلیب پر نہیں مرے تو پھر ہماری ساری مسیحیت ہی سرے سے باطل ہے۔" (السر العجیب فی فتح الصلیب صفحہ ۲۰)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ ڈاکٹر زویمر کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظریہ کے تسلیم کئے جانے کی صورت میں موجودہ عیسائیت کا سراسر باطل قرار پانا ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

(۲) پروفیسر ایس۔ جی۔ ولیم سن گولڈ کوسٹ اپنی تازہ ترین کتاب "Christ or Mohammad" میں لکھتے ہیں:-

"The Muslims attack is essentially an attack on Jesus Christ. They set out to prove that he was not the Son of God, that he was not crucified, that he did not rise again,

that he is not enthroned at the right hand of God. By so doing, should they succeed, they take away the Christian source of revelation of God and deny the fact of atonement. In a word they destroy the Christian religion altogether. For it cannot be too strongly said that if Christ be not the Son of God, if Christ the Son did not die on the Cross there is no Christianity. If the Muslims are right then Christians are deluded worshippers.

ترجمہ:- "مسلمانوں کا حملہ لازمی طور پر خود یسوع مسیح پر حملہ ہے۔ ان کی کوشش یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا نہیں تھا۔ وہ صلیب پر نہیں مرا، مر کر جی نہیں اٹھا اور یہ کہ وہ خدا کے داہنے ہاتھ پر نہیں بیٹھا۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انہوں نے خدا کے ظاہر ہونے کے مسیحی ذریعہ کو ختم کر دیا اور کفارہ کی حقیقت باطل ہو گئی۔ مختصر یہ ہے کہ انہوں نے سرے سے مسیحی مذہب کو ہی نابود کر کے رکھ دیا کیونکہ یہ ظاہر و باہر ہے کہ اگر مسیح خدا کا بیٹا نہیں تھا اور خدا کا بیٹا مسیح صلیب پر نہیں مرا تو پھر عیسائیت کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمان اپنے اس دعوے میں سچے ہیں تو پھر مسیحیوں کی حیثیت غلطی خوردہ پوجاریوں سے زیادہ نہیں رہتی۔"

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو اس سے عیسائیت مر جاتی ہے اور عیسائیوں کا کفارہ باطل ٹھہرتا ہے۔

پس یہی وہ کسر صلیب ہے جو مسیح موعود کی علامت تھی۔ اور یہی وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جسے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے سرانجام دیا۔ اور یہی وہ قرآن مجید کی حقیقی شان کا اظہار ہے جسے جماعت احمدیہ کے مبلغین دنیا کے کونے کونے میں پایۂ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ ہر بصیرت رکھنے والا اور دردمند مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ جب یہ کام پورے طور پر سرانجام پا گیا تو عیسائیت مٹ جائے گی اور ساری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا۔ اس مبارک دن اور اس مقدس وقت کے جلد لانے کے لئے ہم سب کو متحدہ کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔

آمین یا رب العلمین

البینٰت

قرآن مجید کا سلسل اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا [۵۱]

اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال اور طیب کھاؤ

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ

شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن

مُّبِیْنٌ [۵۲] ○ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ

ہے ۔ شیطان تم کو برے کاموں اور بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے

تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ

کہ تم اللہ تعالیٰ پر (ازراہِ افتراء) وہ باتیں کہو جو تم نہیں جانتے ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

[۵۱] قرآنی شریعت کا یہ کمال ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر مشتمل ہے ۔ ظاہر ہے کہ خوراک کا اثر انسان کے اخلاق و عادات پر ہوتا ہے اور خوراک روحانیت پر مؤثر ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے دو شرطیں لگائی ہیں ۔ اول وہ چیز شرعاً حلال ہو دوم وہ کھانے والے کی طبیعت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہو ۔ ان دو شرطوں کے ساتھ کھائی جانے والی غذا انسان کو روحانی زندگی عطا کرتی ہے ۔ اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے خوراک پر بھی حکمت کے ساتھ پابندیاں عائد کی ہیں ۔

[۵۲] مبین کے معنے جدا کرنے والا ۔ واضح اور صاف ۔ آیت میں یہ بتایا ہے کہ شیطان انسان کو اپنے خالق سے جدا کرنے والا وجود ہے اور اس کی دشمنی کھلی اور واضح ہے ۔ شیطان ایک غیر مرئی وجود ہے جو بری تحریکات اور بد اعمال کی ترغیب دیتا ہے ۔

تَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا

کتاب تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو اس طریق کی اتباع کرتے رہیں گے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ کیا (وہ ایسا ہی کرتے رہیں گے) اگرچہ ان کے آباؤ اجداد نہ عقل رکھتے ہوں

شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور نہ ہی ہدایت یافتہ ہوں۔ منکرین کی مثال (یا ان کو دعوتِ حق دینے والے کی مثال)

كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ

اس شخص کی مثال ہے جو ان جانوروں کو پکارتا ہے جو بجز آواز اور پکار کے کچھ نہیں سنتے۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ بہرے ہیں گونگے ہیں اور اندھے ہیں پس وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔ اے وے لوگو جو

اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ

ایمان لائے ہو ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور

سے۵ اسلام اندھی تقلید سے روکتا ہے اور کتاب الٰہی کی پیروی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ مشرک اگر اس اصول کو تسلیم کرلیں تو شرک قائم نہیں رہ سکتا اسلئے وہ باپ دادوں کی اندھی پیروی کے اصول پر کاربند رہتے ہیں اور عقل اور غور سے کام نہیں لیتے۔
سے۶ مشرک اپنے بتوں اور مُردہ خداؤں سے دعائیں مانگتے ہیں جو بیکار جاتی ہیں۔ اس واقعہ کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے جس میں ہر جزئی کی مطابقت ضروری نہیں۔

دوسرے معنے اس آیت کے حذف المضاف کے ساتھ ہیں یعنی مثل داعی الذین کفروا۔ کہ اس پیغمبر اور مبلّغ اسلام کی مثال جو اُن کافروں کو تبلیغ کرتا ہے ایسے شخص کی ہے جو ان جانوروں کو پکارتا ہے جو بجز آواز اور لفظوں کے کچھ نہیں سمجھتے۔ گویا اس جگہ بھی کفار کو اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ قرار دیا ہے۔

اشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [ش] ○ إِنَّمَا حَرَّمَ

اللہ کا شکر کرو اگر تم واقعی اُسی کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ

تم پر مردار ۔ خون ۔ سؤر کا گوشت اور وہ جانور جن پر اللہ کے

بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ

غیر کا نام پڑھا جائے حرام قرار دیا ہے۔ ہاں جو مضطر ہو جائے خواہاں یا حد سے تجاوز کرنیوالا نہ ہو تو اس پر

إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ

کوئی گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ تحقیق وہ لوگ جو

يَكْتُمُونَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُونَ

اللہ کی نازل کردہ شریعت کو چھپاتے ہیں اور اس کے عوض

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

تھوڑا مال حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں صرف آگ کھاتے ہیں

إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان سے ہمکلام نہ ہوگا اور نہ انہیں پاک قرار دیگا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کی بجائے گمراہی کو

[ش] عبادت میں یہ بھی شامل ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور یہ بات شکر میں شامل ہے کہ انسان ان نعمتوں کو اپنے موقع اور محل پر خرچ کرے۔

بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ○

اور مغفرت کی بجائے عذاب کو اختیار کر لیا ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ آگ پر کتنے صابر ہیں؟

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ

یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو دائمی تعلیم پر مشتمل نازل فرمایا ہے۔ جو لوگ

اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ○ ع ۲۱/۵

اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ یقیناً بہت دور کی مخالفت اور شدید سزا کے مستحق ہوں گے۔

بقیہ شذرات از صفحہ ۲

اور اس کے لئے انہوں نے نام نہاد "تبلیغ" شروع کر رکھی ہے۔ بہائی دیوان دیوان نوش میں بہاء اللہ کی قبر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

ے جز خاکِ آستانِ تو مسجودِ خلق نیست
اے سجدہ گاہِ جان و دل روضۂ بہاء
گردید انبیاء ہمہ مساجد بر این تراب
اے قبلہ گاہِ کروبیاں روضۂ بہاء

کہ اے روضۂ بہاء جو میری سجدہ گاہ ہے تیرے آستانہ کی خاک کے سوا اور کوئی آستانہ نہیں ہے جس کو مخلوق سجدہ کرے۔ اے روضۂ بہاء جو تمام مقرب فرشتوں کا قبلہ گاہ ہے تمام انبیاء نے بھی تیرے اس آستانہ کی مٹی پر سجدہ کیا ہے۔
پھر اسی دیوان نوش صفحہ ۱۴۹ پر لکھا ہے:۔

اے مقصد و مقصودِ زماں روضۂ ابہیٰ
اے معبد و معبودِ جہاں روضۂ ابہیٰ
اے معنیٔ اسرارِ نہاں روضۂ ابہیٰ
اے سجدہ گہِ عالمیاں روضۂ ابہیٰ

کہ اے بہاء اللہ کے روضہ جو زمانہ کا معبود و مراد ہے اور جہان کی عبادتگاہ اور لوگوں کا معبود ہے اور اے روضہ جو تمام پوشیدہ اسرار کی مراد اور مطلب اور دنیا کی سجدہ گاہ ہے۔"

ہم تمام اہل انصاف اصحاب سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ کیا بہائیت نے ارتقاء کے نقطۂ ارتفاع کو پیش کیا ہے یا اس نے انسانیت کو تسفل کے گڑھے میں گرانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔ کہ جو شرک کرتا ہے وہ آسمان کی بلندیوں سے گر جاتا ہے اور انتہائی گہرائیوں میں جا پڑتا ہے۔

شذرات

(۱) تصویر کشی اور اسلامی تعلیم

جن امور میں علماء اپنی کم فہمی کے باعث افراط و تفریط کی راہ اختیار کر رہے تھے اُن میں ایک تصویر کا مسئلہ بھی تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضرورتِ شرعی کے ماتحت یورپ و امریکہ میں بھیجنے کے لئے فوٹو اُتروایا تو علماء نے اس پر اعتراضات کے طومار کھڑے کر دیئے۔ حضور علیہ السلام نے اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:—

"میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اس کو بُت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ میں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے۔ اور مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آجکل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اس کی تصویر دیکھیں۔ کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے اور اکثر ان کے محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علمِ فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی مسیح علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک میں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ وانما الاعمال بالنیات۔ اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جنّ حضرت سلیمان کے لئے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل

کے پاس مدت تک انبیاء کی تصویریں
رہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بھی تصویر تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک
پارچہ ریشمی پر جبرئیل علیہ السلام نے
دکھلائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں
پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور
پر چھپ جاتی ہیں۔ اور یہ آلہ جس کے
ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد
نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری
آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض
کی تشخیص ہو سکتی ہے۔ ایک اور آلہ
تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے
انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی
جاتی ہے۔ اور وجع المفاصل و
نقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے
اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں
اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔
ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے
علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ
بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ
سے دُنیا کے کُل جانداروں یہانتک
کہ ہر طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں
اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی
تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں
جس سے علمی ترقی ہوتی ہے۔ پس کیا
گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب
دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا
حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے
بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے
اور اہلِ فراست کے لئے ہدایت
پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام
جہالتیں ہیں جو پھیل گئی ہیں ہمارے
ملک کے مولوی چہرہ شاہی سکّہ کے روپیہ
اور دونیاں اور چونیاں اور اٹھنیاں
اپنی جیبوں اور گھروں میں سے کیوں
باہر نہیں پھینکتے۔ کیا ان سکّوں پر
تصویریں نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ
ناحق خلافِ معقول باتیں کر کے مخالفوں
کو اسلام پر ہنسی کا موقع دیتے ہیں۔
اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو
شرک کے مؤید ہیں حرام کئے ہیں نہ
ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے اور
امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرتے
اور اہلِ فراست کو ہدایت سے قریب
کر دیتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲)

حضرت حَکَم و عَدل کے اس فیصلہ کا یہ معنوی اثر ہوا کہ
علماء نے خود تصاویر اُتروانی شروع کر دیں۔ گویا ان پہ
حق منکشف ہو گیا اور انہوں نے میانہ روی اختیار کر لی۔

مگر احمدیت پر اعتراضات کے ذیل میں عوام کو گمراہ کرنے کے لئے گا ہے ماہے اس اعتراض کو دہراتے رہے۔ اب حکومت پاکستان نے کرنسی نوٹوں پر قائد اعظم کی تصویر چھاپنے کی تجویز پر غور شروع کیا تو پھر مذہب کے نام پر تصویر کا مسئلہ اٹھایا گیا۔ اس پر محترم ایڈیٹر صاحب "نوائے وقت" نے "ایک بودا اعتراض" کے عنوان سے ذیل کا مفید شذرہ شائع کیا ہے:۔

"حکومت پاکستان کی اس تجویز پر کہ کرنسی نوٹوں پر قائد اعظم کی تصویر چھاپی جائے بعض حلقوں میں اعتراض کیا جا رہا ہے۔ یہ اعتراض مذہب کی آڑ میں اور مذہب کے نام پر کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ ایک اسلامی ملک میں یہ نہیں ہونا چاہیئے۔

قائد اعظم کی تصویر آج بھی ہر اہم سرکاری دفتر میں (بجا طور پر) نمایاں ہے۔ اگر دفتر میں بانی پاکستان کی تصویر کی نمائش سے مذہب کی توہین نہیں ہوتی تو نوٹوں پر ان کی تصویر پر اعتراض کیوں؟ دنیا کے سبھی مسلمان یا اسلامی ملکوں میں (ایک سعودی عرب کے سوا) نوٹوں پر ملکی قائدین کی تصویریں ہوتی ہیں۔ اور سعودی عرب کی بھی یہ پوزیشن ہے کہ نہ صرف موجودہ حکمران سلطان سعود اپنی تصویر اترواتے ہیں ان کے والد مرحوم سلطان ابن سعود نے بھی اپنی بیسیوں تصاویر اتروائیں۔ خود علماء کرام کی یہ پوزیشن ہے کہ تمام مسلمان اور عرب ممالک (مصر سمیت) کے علماء تصویر اتروانا ناجائز نہیں سمجھتے مفتی اعظم امین الحسینی کی بیسیوں تصاویر قارئین نے دیکھی ہوں گی۔ ہندوستان اور پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم۔ مولانا حسین احمد مدنی۔ مفتی کفایت اللہ مرحوم۔ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم۔ مولانا ابو الکلام آزاد کی تصویریں با رہا اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ اعتراض کرنیوالوں میں پیش پیش جماعت اسلامی کے اصحاب ہیں۔ مگر خود مولانا مودودی کی فوٹو بیسیوں مرتبہ شائع ہو چکی ہیں۔ اگر ان اصحاب کی تصویروں کی اشاعت ناجائز نہیں تو اس ملک کے بانی کی تصویر کی اشاعت کیوں ناجائز ہے؟" (نوائے وقت لاہور ۲۲ر جنوری ۵۷ء)

الفرقان۔ حکومت پاکستان کرنسی نوٹوں پر قائد اعظم کا فوٹو چھاپے یا نہ چھاپے مگر یہ تو واضح ہو گیا کہ مسئلہ تصویر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تعلیم کی جو وضاحت فرمائی ہے وہی درست ہے اور جلد یا بدیر تمام علماء اور عالم اسلامی اسی کو قبول کریگا۔

(۲) جماعتِ اسلامی کے سامنے ایک اہم سوال

جنوری ۵۷ء کے پہلے ہفتے میں جماعت اسلامی کے سابق امیر اور جماعت کے آرگن تسنیم لاہور کے سابق ایڈیٹر جناب سعید ملک صاحب نے اپنے سارے عہدوں بلکہ جماعتِ اسلامی کی رکنیت سے بھی علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے اس علیحدگی کی وجوہ پر مشتمل ایک چٹھی موجودہ امیر جناب مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کو لکھی اور اپنی علیحدگی کے اسباب ایک پریس کانفرنس میں بھی ذکر کئے۔ چٹھی میں انہوں نے مولانا مودودی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"میری یہ قطعی رائے ہے کہ اب اس جماعت میں آپ نے اصلاحِ حال کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ میں نے گزشتہ پانچ چھ سال میں ہر طریقہ سے یہ کوشش کی ہے کہ آپ دستورِ جماعت کی پابندی کریں ...... لیکن آپ نے ہمیشہ ان سب کوششوں کو بے اثر بنانے کی سعی کی ہے۔"

(تسنیم ۶ر جنوری ۵۷ء)

اسکے جواب میں مولانا مودودی صاحب کی بجائے جماعت اسلامی کے قیم میاں طفیل محمد صاحب نے ایک بیان اخبارات میں شائع کرایا جس میں وہ لکھتے ہیں:-

"جماعت کی پچھلی پندرہ سال کی تاریخ میں بہت سے اصحابِ جماعت کی رکنیت سے مستعفی بھی ہوتے رہے ہیں اور خارج بھی کئے جاتے رہے ہیں جن میں سے بعض مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے اور جماعت کے مختلف عہدوں پر بھی رہ چکے تھے لیکن مسٹر سعید ملک سے پہلے کسی شخص نے بھی آج تک جماعت کے خلاف یا جماعت کے عہدیداروں کے خلاف پریس میں پروپیگنڈا کرنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا تھا۔"

(تسنیم ۷ر جنوری ۵۷ء)

مسٹر سعید ملک صاحب کا استعفاء اور جماعت اسلامی سے علیحدگی معمولی واقعہ نہ تھا۔ مولانا مودودی نے اسے اس قدر محسوس کیا کہ وہ خود بھی مستعفی ہو گئے۔ مگر ایسے انداز سے کہ اراکین پھر درخواست کر کے انہیں زیادہ اختیارات دیکر واپس بلا لیں۔ چنانچہ مولانا نے اپنا استعفیٰ واپس لے لیا ہے اور اب ایک جامع کانفرنس کرا رہے ہیں۔ بہرحال یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔ ہمیں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جب میاں طفیل محمد صاحب کے بیان سے واضح ہے کہ اس سے پہلے اور بھی بہت سے اراکین اور عہدہ دار مستعفی بھی ہوئے اور خارج بھی کئے جا چکے ہیں تو ان کے ساتھ جماعت اسلامی نے کیا سلوک کیا ہے؟

اس سوال کی ضرورت اسلئے پیش آئی ہے کہ جناب مولانا مودودی نے جماعت اسلامی سے علیحدگی کا نام ارتداد رکھا ہے اور اس سے الگ ہونیوالوں کو مرتد قرار دیا ہے، انہیں مغضوب اور جہنمی ٹھہرایا ہے۔ مولانا

مودودی نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا تھا کہ :-

"ہر شخص کو قدم آگے بڑھانے سے پہلے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ کس خارزار میں قدم رکھ رہا ہے۔ یہ وہ راستہ نہیں ہے جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹ جانا دونوں یکساں ہوں۔ نہیں یہاں پیچھے ہٹنے کے معنے ارتداد کے ہیں۔" ان کا یہ مطلب نہیں کہ اس جماعت سے نکلنا ارتداد کا ہم معنی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے رستہ میں پیش قدمی کرنے کے بعد مشکلات مصائب نقصانات اور خطرات کو سامنے دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا اپنی رُوح اور اپنی حقیقت کے اعتبار سے ارتداد ہے۔ ومن یولھم یومئذ دُبُرہ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الیٰ فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر لہذا قدم اٹھانے سے پہلے خوب سوچ لو۔ جو قدم بڑھاؤ اس عزم کے ساتھ بڑھاؤ کہ اب یہ قدم پیچھے نہیں پڑیگا۔ جو شخص اپنے اندر ذرا بھی کمزوری محسوس کرتا ہو بہتر ہے کہ وہ اسی وقت رُک جائے۔" (رسالہ رودادِ جماعت اسلامی حصہ اول صفحہ طبع اول)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جماعت اسلامی سے علیحدگی اپنی روح اور اپنی حقیقت کے رُو سے ارتداد ہے اور سب وہ لوگ جو خود مستعفی ہوئے وہ مرتد ہیں اور جنہیں خارج کیا گیا وہ بھی مرتد قرار دیئے گئے۔ اور یہ سارے بقول مولانا مودودی آیت "فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم" کے مصداق ہیں۔

مولانا مودودی کے عقیدہ میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اب بتایا جائے کہ مولانا ان تمام علیحدہ ہونیوالے اور خارج کئے جانے والے مرتدین کو واجب القتل سمجھتے ہیں یا نہیں ؟

کیا مودودی جماعت کا کوئی عالم اس عقدہ کو حل کر سکیگا؟

(۳) عرب میں پنڈت نہرو کا استقبال
"اھلاً وسھلاً رسول السلام"

گزشتہ دنوں شاہ ابن سعود کی دعوت پر پنڈت نہرو وزیر اعظم بھارت ریاض (حجاز) گئے تھے۔ وہاں ان کا شاندار استقبال ہوا جس میں کہا گیا "اھلاً وسھلاً رسول السلام" کہ اے نہرو! جو سلامتی اور امن کا پیغامبر ہے ہم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔

اس واقعہ کا ذکر بریلوی خیالات کے رسالہ "ماہِ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں بایں الفاظ ہوا ہے :-

(۱) "غیر مقلدین مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں لیکن اپنے ممدوح شاہ سعود کے خلاف ان کے لب حرکت

نہیں کرتے۔ شاہ سعود دنیا بھر کے مسلمانوں کو تو مشرک دیکھتا ہے اور جو فی الواقع مشرک وکافر ہے، پنڈت نہرو۔ اُسے بڑی محبت اور الفت سے اپنے گھر بلاتا ہے اور اس کے استقبال کے لئے مرد اور نجدی عورتوں سمیت ریاض کے ہوائی اڈے پر چشم براہ رہتا ہے اور نہرو کو دیکھ کر فرطِ مسرت سے پکار اُٹھتا ہے

یا رسول السلام نہرو

غور کیجئے کہ ایک مشرک کا ذبیحا استقبال بھی اس کے لئے قیام بھی اور پھر اس کے لئے پکار بھی اور سلام بھی یا رسول السلام نہرو، مسلمان اگر اپنے سچے رسول علیہ السلام کو یا رسول سلام علیک عرض کریں تو شرک اور ان کا بڑا اگر ایک مشرک وکافر کو بھی یا رسول السلام کہہ دے تو عین توحید"

(۲) "مسلمانوں پر شرک وبدعت کے فتوے جڑنے والے ذرا اپنے ممدوح نجدی شاہ سعود کا بھارت سے عشق اور بھارتی وزیر اعظم نہرو سے ملنے کا قصہ سامنے رکھیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ملاحظہ کریں لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من اُمتی بالمشرکین (مشکوٰۃ) فرمایا کہ قیامت سے قبل میری اُمت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے۔

سچ فرمایا آپ نے یا رسول اللہ! قبیلہ نجد تو مشرکوں سے مل گیا اور کچھ اس طرح مل گیا کہ ایک مشرک کو اپنا رسول ہی بنا لیا پس اے ہمیں مشرک کہنے والو! مسلمانوں کو تو پیارا اور نورانی کملی والا رسول مبارک اور نجدیوں کو دھوتی و بودی والا رسول۔ پنڈت نہرو۔ مبارک"

(ماہِ طیبہ دسمبر ۱۹۵۶ء)

آیئے اب ہم اس کا جواب بھی پڑھ لیں۔ الاعتصام میں ان عبارتوں کو نقل کرتے ہوئے جواب میں لکھا گیا ہے کہ:۔

"بات صرف اتنی ہے کہ جب پنڈت نہرو ان کے ہاں ریاض گئے تو شاہ سعود نے ان کا استقبال کیا اور ان کے ساتھیوں نے کہا

اھلاً وسھلاً رسول السلام
خوش آمدید قاصد امن

بتایئے اس میں کیا بُرائی ہے؟ اھلاً وسھلاً کے معنے خوش آمدید۔ رسول کے معنے قاصد۔ سلام کے معنے امن۔ کہیے قرآن وحدیث کی رُو سے اس پہ کیا اعتراض ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روم کا قاصد آیا تو اسے رسول روم کہتے پھر کا

قاصد حاضر ہوتا تو اسے رسول مصر
کہتے لیکن کتنی دیدہ دلیری ہے کہ آپ
لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ شاہ سعود
نہرو کو رسول مان کر اس پر سلام
پڑھتا ہے۔" (الاعتصام ۲۵ جنوری ۱۹۵۶ء)

جہاں تک بریلوی حضرات اور اہلحدیث صاحبان کا سوال ہے وہ آپس میں نپٹتے رہیں گے ہم نے ہر دو کا نقطۂ نگاہ پیش کر دیا ہے۔ بہرحال یہ تو مسلم ہے کہ اہلِ نجد اور شاہ سعود نے پنڈت نہرو کو رسول السلام سے خطاب کیا ہے۔ اسے سلامتی اور امن کا قاصد یا پیغامبر قرار دیا ہے۔ اہلحدیث اخبار میں اس کی مثال میں رسول روم یا رسول مصر کے الفاظ پیش کرنا سراسر مغالطہ ہے۔ یہ مثال تب منطبق ہوتی جب شاہ سعود پنڈت نہرو کو رسول الہند کہتے۔ اور یا پھر یہ قرار دیا جائے کہ امن اور بھارت مترادف لفظ ہیں۔ درحقیقت پنڈت نہرو کو رسول السلام کہنا ایک ناروا چاپلوسی تھی جس سے اجتناب ضروری تھا۔ جب غلطی ہو چکی ہے تو اب پاکستانی اہلحدیثوں کا اس پر اصرار کر کے کسی معنے سے بھی پنڈت نہرو کو رسول السلام کہنا واقعات کا منہ چڑانا ہے۔ ایک مذہبی سوال لفظ رسول کے استعمال سے متعلق ہے۔ آج تو اہل حدیثوں کو یہ دلیل سمجھ آ رہی ہے کہ رسول کے معنے قاصد کے ہوتے ہیں مگر جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے رسول کے معنے مامور اور تابع شریعت اُمتی نبی کے پیش کئے تھے تو یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ رسول شرعی اصطلاح ہے۔ اس لفظ کے اطلاق کے معنے یہ ہیں کہ یہ شخص نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ اگر اس موقعہ پر اہلحدیثوں کو ہی لفظ رسول کے استعمال کی وسعت کا احساس ہو جائے اور وہ اپنی غلطی کو مان جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اہلِ نجد کی غلطی مفید ہی ثابت ہوتی ہے۔

ہم ہر تاویل سے پنڈت نہرو کو رسول السلام کہنا ناجائز اور غلط سمجھتے ہیں۔ اوّل تو السلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ پنڈت نہرو تو اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔ دوم "سلامتی کا پیغام دینے والا" مطلق طور پر صرف حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے اور آپ ہی نے صحیح معنوں میں نسل انسانی کو آشتی کا پیغام دیا ہے۔ پنڈت نہرو کو کشمیر کے معاملہ کے سامنے ہوتے ہوئے کونسا اہل حدیث آشتی کا پیغامبر کہہ سکتا ہے؟ سب سے بڑے ظلم کی بات یہ ہے کہ سرزمین عرب جو دائمی امن اور آشتی کا گہوارہ ہے، جہاں سے خداوند تعالیٰ نے دنیا کے تمام ممالک کے لئے امن کا پیغام بھیجا اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ مکہ معظمہ اور اس کا ماحول ہمیشہ کے لئے امن کا مرکز ہے اس سرزمین میں پنڈت نہرو کو جاتے پر رسول السلام قرار دیا جائے یہ ہرگز درست نہیں ہے۔

الاعتصام کہتا ہے کہ "حضور ہر قوم کے سردار کی آؤ بھگت کرتے تھے" یہ درست ہے۔ مگر معاف فرمائیے آؤ بھگت کے ہزاروں طریقے ہیں۔ پنڈت نہرو کو خلافِ واقعات مرکز اسلام میں رسول السلام ٹھہرانا آؤ بھگت کا کوئی طریق نہیں ہے۔

(۴) کیا اہلحدیث شرعی معنوں میں "الجماعت" ہیں؟

سیالکوٹ کے اہلحدیثوں کے سالانہ جلسہ کے اشتہار میں لکھا گیا تھا:-

"اہل حدیث فرقہ نہیں۔ کیونکہ فرقہ وہ ہے جو غیر نبی کی طرف منسوب ہو۔ جیسے حنبلی، مالکی، شافعی، حنفی، شیعہ وغیرہ"۔

اس پر بریلوی رسالہ "ماہِ طیبہ" نے اعتراض کیا کہ:-

"حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ ثابت ہوا کہ جنت میں جانے والا بھی فرقہ ہی ہے۔ جب اہل حدیث فرقہ نہیں تو یہ نہ ناریوں میں ہے نہ جنتیوں میں ہے"۔
(ماہِ دسمبر ۱۹۵۶ء)

اس کے جواب میں اخبار الاعتصام لکھتا ہے:-

"اہل حدیث ان فرقوں میں فرقہ نہیں جو دین اسلام سے پھٹ کر فرقے بن گئے ہیں اور جنہوں نے خود کو اُمتیوں کے ناموں سے منسوب کر رکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ باقی رہے فرقہ کے لغوی معنے۔ گروہ جماعت۔ بے شک ان معنوں میں اہل حدیث فرقہ ہے جماعت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ (مشکوٰۃ) یعنی بہتر گروہ دوزخ میں ہونگے۔ اور ایک گروہ بہشت میں اور وہ گروہ جماعت ہے"۔
(الاعتصام ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء)

یہ حدیث نبوی صحیح اور مسلّم فریقین ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اہلحدیثوں اور بریلویوں کے نزدیک اپنے اپنے فرقہ کے علاوہ باقی سب فرقے جہنمی ہیں ورنہ حدیث کا غلط ہونا لازم آتا ہے۔

ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث کن معنوں میں الجماعۃ ہیں۔ کیونکہ الجماعت تو بغیر واجب الاطاعت امام کے قرار نہیں پا سکتی۔ اور اہل حدیثوں میں کوئی ایک واجب الاطاعت امام موجود نہیں، وہ ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ بتلائیے اس سوال کا کیا حل ہے؟ اگر غور کیا جائے تو اس حدیث نبوی کے رُو سے جماعت احمدیہ اور باقی تمام فرقوں میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور اسلام اور کفر کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہے اور بہتر فرقے ایک طرف اور ایک مظلوم جماعت دوسری طرف ہے واللہ ینصر عبادہ ویؤید کلمتہ العلیا +

قرآن مجید کا معجزہ

(جناب چودھری احمد الدین صاحب پلیڈر گجرات)

کلام اللہ کے جو سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند عالم کی طرف سے دُنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے نازل ہوا، چھ صفاتی نام ہیں:۔

(۱) کتاب ۔ (لکھی ہوئی چیز)

(۲) صحف ۔ (جمع صحیفہ۔ لکھی ہوئی چیز)

(۳) قرآن ۔ (ایسی کتاب جو پڑھی جائے)

(۴) ذکر ۔ (از برباد کرنا ۔ ستائش یعنی ایسی کتاب مشتمل بر صفاتِ الٰہی جو زبانی یاد ہو جائے)
(منتہی الارب۔ منتخب اللغات)

(۵) فرقان ۔ (وہ چیز جس سے حق اور باطل میں تمیز کی جائے اور امتیازی نشان کی حامل ہو) منتہی الارب منتخب اللغات

(۶) نُور ۔ (روشنی اور اُجالا)

کتاب اور صُحف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہلِ عرب میں لکھنے کا عام رواج نہیں تھا۔ اور نہ کاغذ ہی عام طور پر دستیاب ہوتا تھا۔ مگر کلام اللہ (قرآن) کو "لکھا گیا" کہا گیا ہے۔ اِس لفظ میں یہ پیشگوئی مضمر تھی کہ یہ کتاب کی صورت میں موجود رہے گا اور کثرت سے لکھا جائے گا۔ اور نہ صرف کاغذ پر ہی لکھا جائے گا بلکہ انسانی دماغ کی محفوظ اور مکنون (پوشیدہ) لوح پر جو زمانہ کے حوادث کی دست بُرد سے مصئون و مامون ہے ثبت ہوگا یعنی قوتِ حافظہ کے مخفی اوراق پر لکھا جائے گا۔ یہ ایک قومی اور مستحکم کتاب ہے جس میں کوئی جھوٹی اور ناپائیدار روایات نہ تو وقتِ نزول تھی اور نہ بعد میں ملائی جائے گی۔ اس میں تمام سابقہ کتبِ الہامی کی پائیدار اور سچی تعلیم موجود ہے۔ یہ ہمیشہ انسانی جعلسازی اور دروغ آمیزی سے پاک اور صاف رہے گی۔ یہ نیک کردار اور راستباز کاتبوں کے ہاتھوں سے لکھی جائے گی۔ اس کی تعظیم و تکریم کی جائے گی۔ اور باادب اونچی جگہوں پر رکھی جائے گی۔ یہ نفسانی اور روحانی بیماریوں سے شفا بخشے گی۔ نہایت سیدھا اور منزل تک پہنچانے والا راستہ دکھائے گی۔ یہ کتاب فصیح و بلیغ ہے تاکہ اس کے مضامین بآسانی سمجھ میں آجائیں۔ اس کی عربی زبان رہتی دُنیا تک رائج اور قائم رہے گی۔ بلحاظ اعلیٰ تعلیم و حکمت اور طرزِ بیان کے یہ ایک بے مثل اور لاثانی کتاب ہے جس کی ایک سورۃ کی مثل بھی ساری دُنیا کے علماء و فضلاء و فصحاء و بلغاء و حکماء نہیں لا سکیں گے۔ یہ دُنیا میں شائع اور منتشر کی جائے گی۔ وہ ایسا زمانہ ہوگا کہ سمندروں میں آگ بھڑکائی جائے گی۔ ایسے مقدس اور پاک نفس لوگ پیدا ہونے

میں گے جو اس کے معانی کی ترتیب پیچیں اور اس کے اسرار وغو امض حقیقت کی راہنمائی کے لئے منکشف کردیں اور خدائی حجاب ... وہم کا پردہ چاک کردیں اور اصل منشاء بے نقاب کردیں۔ دیکھو علی الترتیب آیات ذیل معہ ترجمہ حسب ذیل:-

ا۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (۲/۱) "یہ قرآن ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔"

ب۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (۲۷/۵۶)
(یہ قابلِ تعظیم و تکریم قرآن ہے جو انسانی دماغ کی کتاب مخفی میں مکتوب ہے۔)

ج۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (۲۲)
(یہ عالی شان قرآن ہے جو انسانی دماغ کی لوح میں محفوظ ہے۔)

د۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (۴۱/۲۲)
(یہ قرآن ایک غالب اور قوی کتاب ہے اس میں نہ تو بوقت نزول اور نہ بعد از آں کوئی باطل (جھوٹ) راہ پا سکتا ہے۔)

ہ۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (۹۸/۳)
(یہ محمد رسول ہے جو پاک اور صاف صحیفے (سور) پڑھ کر سناتا ہے جن میں پائیدار اور مستحکم (الہامی) کتابیں موجود ہیں)

و۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ (۲/۱) اس کتاب میں نہ تو شک والی اور جھوٹی بات اب موجود ہے اور نہ بعد میں ملائی جائے گی۔)

ز۔ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ (۸۰/۱۵)
(یہ قرآن ایک تذکرہ ہے جو صحف یعنی سور مکتوبہ پر مشتمل قابلِ تکریم، بلند و بالا اور پاک ہے اور ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں ہے جو بڑے معزز اور نیک کردار ہیں۔)

ح۔ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (۱۰/۵۸)
(یہ قرآن سراپا نصیحت سینوں کی بیماریوں کا علاج ہے)

ط۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (۱۷/۹)
(یہ قرآن ایک ایسی اعلیٰ تعلیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو نہایت استوار اور پائیدار ہے۔)

ی۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۴۱/۲)
(یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں۔ یہ فصیح و بلیغ قرآن اس قوم کے لئے ہے جو علم و حکمت کی حامل ہے۔)

ک۔ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ

لِّلۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (۲/۲۲)

(جو قرآن ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے۔ اگر تم کو اس کی صداقت میں شک ہے تو اس جیسی کوئی سورۃ بنا لاؤ اور خدا کے بغیر اس کے بنانے کے لئے اپنے ماہرین کو بھی بُلا لو۔ اگر تم ایسا نہ کرو اور نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر یعنی سنگدل انسان ہیں)

ل۔ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ (۵۲/۳)

(یہ کتاب کاغذوں میں لکھی جائے گی اور دنیا میں شائع اور منتشر کی جائے گی۔)

م۔ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (۹۱/۱۰)

(ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سمندروں میں آگ جلائی جائے گی اور صحف یعنی قرآن دنیا میں شائع اور منتشر کیا جائے گا۔)

ن۔ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (۵۶/۴۸)

(اس (قرآن) کی کنہ اور اصل حقیقت تک پاک اور مقدس لوگ ہی پہنچیں گے۔)

قرآن

قرآن کے لفظ میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ یہ کتاب بہت پڑھی جائے گی۔

ذِکر

ذکر کے لفظ میں یہ پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب آسانی سے زبانی یاد کی جائے گی اور اس کے یاد رکھنے والے حافظ دنیا میں موجود رہیں گے۔

فُرقان و نُور

فرقان کے لفظ میں یہ پیشگوئی ہے کہ قرآن ایک امتیازی شان کا حامل رہے گا اور حق اور باطل میں فیصلہ کرتا رہے گا۔ کیونکہ یہ سراپا نور یعنی روشنی ہے۔ جس سے جہالت اور باطل کے ظلماتی پردے چاک ہوتے رہیں گے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو پیشگوئیاں اوپر بیان کی گئی ہیں وہ پوری ہوئیں، ہو رہی ہیں یا نہیں؟ ہر ایک پیشگوئی کو ترتیب وار ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

پیشگوئی کہ یہ کتاب بکثرت لکھی جائیگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کوئی کتاب نثر میں بزبانِ عربی نہیں لکھی گئی تھی۔ کاغذ عام طور پر دستیاب نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ملک عرب میں نہیں بنتا تھا۔ ایسے وقت میں جب کہ کاتب بھی بہت کم تھے۔ قرآن کو الٰہی الہام میں کتاب کہنا یہ معنے رکھتا ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ یہ کتاب بکثرت لکھی جائے گی۔ چنانچہ فنِ طباعت کے جاری ہونے سے پہلے بکثرت ہاتھ سے لکھی گئی۔ نہ صرف ملک عرب میں بلکہ ان تمام ممالک میں جہاں مذہب اسلام پہنچا۔ طباعت کے جاری ہونے سے پہلے کے قلمی لکھے ہوئے قرآن اب تک کئی مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہیں۔ جب فنِ طباعت جاری ہوا تو یہ الٰہی کتاب اس قدر چھپی اور اب تک چھپ رہی ہے

کہ اس کی نظیر الہامی کتابوں میں نہیں ملتی۔ اس کو نہ صرف مسلمان چھاپ رہے ہیں بلکہ ہندو اور عیسائی تجارتی فوائد حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں سے زیادہ چھاپ رہے ہیں۔ لنڈن اور بیروت میں اعلیٰ پیمانہ پر نہایت اور شاندار قرآن چھاپے گئے ہیں۔ ہندوستان میں نولکشور مطبع میں کثرت سے کئی سائز اور کئی قسم کے قرآن مدت ہائے دراز سے چھپتے رہے ہیں اور برابر چھپ رہے ہیں کیونکہ ان کی مانگ تمام دیگر کتب سے زیادہ ہے۔ پس یہ پیشگوئی پوری شان کے ساتھ پوری ہو گئی ہے اور ہو رہی ہے

پیشگوئی کہ اس کتاب میں کوئی جھوٹ بات نہ تو بوقت نزول تھی اور نہ بعد میں ملائی جائیگی

بڑے بڑے متبحر علماء و فضلاء نے اس کتاب کی تعلیم کو انسانی اصلاح کے لئے صحیح اور درست مان کر اس پر عمل کیا اور بے بہا روحانی فیوض حاصل کئے ہیں۔ ایسے فضلاء نہ صرف مسلمانوں میں ہوتے ہیں بلکہ دیگر اقوام میں بھی ایسی بزرگ ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے اسکی تعلیم کو صحیح مانا ہے۔ بڑے بڑے متعصب عالم عیسائیوں اور دیگر اقوام کے علماء نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ موجودہ قرآن جو دنیا کے سامنے ہے۔ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہوا دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور اس میں کوئی تبدل و تغیر نہیں ہوا۔ پس یہ پیشگوئی بھی بالبداہت پوری ہو گئی ہے۔

پیشگوئی کہ یہ کتاب بڑے بڑے معززاور نیک کردار لوگوں کے ہاتھوں سے لکھی جائیگی

اس ہندوستان میں تین ایسے شاہنشاہ گزرے ہیں جو قرآن کو اپنے ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔ سب سے پہلے بابر بادشاہ بانی سلطنتِ مغلیہ نے ایک خاص قسم کا عربی رسم خط ایجاد کیا اور اس رسم خط میں اپنے ہاتھ سے قرآن لکھ کر مکہ معظمہ میں بھیجا۔ بابر بڑا عادل اور نیک نہاد بادشاہ تھا۔ شاہنشاہ اورنگ زیب عالم باعمل تھا۔ اپنے ہاتھ سے قرآن لکھا کرتا تھا۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن لال قلعہ دہلی میں اب تک موجود ہے۔

ناصر الدین شاہ نہایت متدین اور متقی بادشاہ ہند تھا۔ وہ بھی اپنے ہاتھ سے قرآن لکھا کرتا تھا۔ ان بادشاہوں کے علاوہ دنیا میں بہت سی بزرگ، معزز اور راستباز ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر ثواب دارین حاصل کیا۔ سوائے قرآن کے دنیا میں کوئی ایسی الہامی کتاب نہیں جس کو شاہانِ ذی وقار نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔ پس یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے پوری ہوئی جو قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر گواہِ ناطق ہے۔

پیشگوئی کہ اس کتاب کی عزت و تکریم کیجائیگی!

مسلمان اس کتاب کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اس کو غلافوں میں لپیٹ کر اونچی جگہوں پر رکھتے ہیں۔ جب زمین پر بیٹھ کر اس کی تلاوت کریں تو ادب کے لئے اس کو رحلوں پر رکھتے ہیں یا ہاتھوں پر اٹھائے رکھتے ہیں۔ اسکی

اور جھوٹی بات ایسے

طرف بیٹھے نہیں کرتے اور اس کو پاک و صاف رکھتے ہیں۔ پس یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ہے اور ہو رہی ہے۔

پیشگوئی کہ یہ کتاب روحانی اور نفسانی بیماریوں سے شفا بخشے گی

جہالت و ضلالت اور فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی قوم عرب اس کتاب کی تعلیم کے شفابخش اور کیمیا اثر نسخہ سے تھوڑی مدت میں راستباز اور نیک کردار بن گئی اور شرک اور بت پرستی کی لعنت سے جاں بر ہو گئی۔ بے شمار آدمی اس بے نظیر کتاب پر عمل پیرا ہو کر قربِ الٰہی کی بے بہا نعمت سے بہرہ ور ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس زمانہ کے مسلمان اگر بداخلاقی کی پستی میں گرے ہوئے نظر آتے ہیں تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو ترک کر دیا اور ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گئے۔ اس ناشکری کے نتیجہ میں ان کی حالت شرمناک ہو گئی۔ تاریخِ اسلام گواہی دیتی ہے کہ امتِ مسلمہ میں قرآن مجید پر عامل ایسی بزرگ اور پاکباز ہستیاں گذری ہیں جن کے انفاسِ متبرکہ سے ہزاروں آدمیوں نے فیض حاصل کر کے بری راہوں کو چھوڑ دیا۔ اور نیک راہوں پر گامزن ہوئے۔ نسخہ چاہے کتنا ہی مؤثر اور اچھا ہو اگر مریض اس کو استعمال نہ کرے تو وہ اس سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی بیماری محض اس وجہ سے زائل نہیں ہوتی کہ وہ اس نسخہ کے بہتر اور مؤثر ہونے کا قائل ہے۔

پیشگوئی کہ یہ فصیح و بلیغ کتاب ہے اور اسکی عربی زبان جس میں اس کا نزول ہوا ہمیشہ قائم رہے گی

قرآن کا یہ ازلی ابدی اصول ہے کہ دنیا میں وہ چیز قائم و دائم رہے گی جس سے نوعِ انسان کو فائدہ پہنچے جیسا کہ فرمایا وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (۱۳/۱۸) یعنی جس چیز سے انسان کو فائدہ پہنچتا ہو وہ دنیا میں قائم رہے گی۔ چونکہ قرآن مجید روحانی اور نفسانی امراض کے لئے ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ایک بہترین، مؤثر ترین اور فائدہ مند نسخہ ہے اسلئے قانونِ الٰہی کے مطابق اس کا قائم و دائم رہنا ضروری ہے۔ اور قائم و دائم رہنے والی کتاب کا فصیح و بلیغ ہونا بھی ضروری ہے۔ بوقتِ نزول قرآن اہلِ عرب میں بڑے بڑے شیوا بیان شاعر موجود تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ان کی فصاحت اور خوش گوئی کا دنیا کی کوئی قوم مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عرب کے بغیر باقی قوموں کو عجم (گنگ) کہتے تھے۔ انہوں نے سات چیدہ عربی قصائد جن کو وہ سبعہ معلقہ کہتے تھے کعبہ پر لٹکا رکھے تھے۔ مگر قرآن کی فصاحت اور سلاست کا انہوں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ نامی گرامی شاعر مثل حسان وغیرہ مسلمان ہوئے بلکہ وہ لوگ کہتے تھے کہ قرآن میں جادو کا سا اثر ہے جس سے سامعین مسحور ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ (۳۹/۲۴) (جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہ جب قرآن سنتے ہیں تو

...ں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پھر اُن کی جلدیں
...کے دل نرم ہوجاتے ہیں۔)

...کتب احادیث کو دیکھ لو۔ نامور فضلاء و ادباء کی
... مرتب ادبیہ و تصریح کو ملاحظہ کرلو۔ قرآن کی
...سادگی، سلاست اور بندشِ الفاظ ان سے بالکل
...تر آئے گا۔ اس کی فوق العادت اور دل لبھانے
...یا وہ پتھر کے دلوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔
...فرماتا ہے:۔

...و نَزَّلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى
...جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
...نْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (۵۹/۲۱)

...یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے
...وہ خدا کے خوف سے تضرع کرتا ہوا
...ریزہ ریزہ ہوجاتا۔"

...ایک مذہبی بحث میں جو آریہ قوم سے ہوئی دیکھا۔ کہ
...الحانی سے مسلم مناظر نے قرآن مجید پڑھا تو ہندو
...متاثر ہوئیں۔ اور آریہ لوگوں نے یہ ماجرا دیکھ کر
...مناظرہ میں آنے سے منع کردیا۔

...عربی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے وہ نصرت
...عراق عرب، شام، لبنان، اُردن اور مصر میں
...ت۔ ان ملکوں میں عربی زبان میں کئی اخبار روزانہ
...اور ماہوار جاری ہیں۔ مصر کے روزانہ اخبار دنیا
...یت رکھتے ہیں اور مشہور اور بلند پایہ انگریزی
...مقابلہ کرتے ہیں۔ ان ممالک میں دورِ حاضر میں
...مختلف علوم کے متعلق کئی شاندار کتابیں نہ صرف

مسلمانوں نے بلکہ ان ملکوں کے عیسائیوں نے لکھی ہیں۔ بیروت اور مصر میں کئی بڑے بڑے مطابع ہیں جن میں عربی کتابیں چھپتی ہیں۔ مصر کی ہزار سالہ ازہر یونیورسٹی میں عربی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ اور دُور دراز ملکوں سے کثیر التعداد طلباء اس میں تعلیم پا کر ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ پاکستان میں اورنٹیل کالج اور کئی عربی کالج ہیں جن میں علوم عربیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔

ہندوؤں کے ویدوں کی سنسکرت زبان دُنیا کے کسی مُلک میں نہیں بولی جاتی۔ اور ویدوں کو صحیح طور پر سمجھنے والے بھی شاذونادر ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوائے رگوید کے اور کسی وید کا ترجمہ ہندوؤں کی طرف سے نہیں ہوا۔ جس زبان میں توریت نازل ہوئی وہ بھی کسی ملک میں اب نہیں بولی جاتی۔ عیسائی نہیں کہہ سکتے کہ جس زبان میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے انجیل کی تعلیم دی وہ اس وقت دُنیا کے کسی ملک میں بولی جاتی ہے۔ یہی حال دیگر اقوام کی مذہبی الہامی کُتب کا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سوائے قرآن کے باقی کوئی الہامی کتاب زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ نہیں رہی۔ اور خدا چاہتا ہے کہ قرآن تا قیامت دُنیا میں قائم رہے۔

پیشگوئی کہ قرآن ایک لاثانی اور بےنظیر کتاب ہے جس کی مثل کوئی نہیں لاسکے گا

بوقتِ نزولِ قرآن سرزمینِ عرب میں بڑے بڑے نامی شاعر تھے۔ جن کا دعویٰ تھا کہ اُن کی عربی زبان کے مقابلہ میں دُنیا کی کوئی زبان فصیح اور مطالب کو صحیح طور پر واضح کرنے والی

نہیں ہے۔ جبکہ وہ عربی میں مؤثر اور جذبات کو اُبھارنے والے شعر بنا سکتے تھے تو نثر میں بآسانی قرآن کی کسی ایک سورۃ کی مثل لا سکتے تھے۔ مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔ اور اب تک دُنیا میں کوئی ایسا شخص عرب اور دیگر ممالک میں نہیں گزرا جو قرآن کے اِس دعوے کو کہ اس کی ایک سورۃ کی مثل بھی کوئی نہیں بنا سکیگا رد کرنے میں کامیاب ہوا ہو۔

عرب شام اور مصر میں کئی یہودی اور عیسائی علماء گزرے ہیں جو عربی زبان کے ماہر تھے مگر وہ بھی قرآن کے اس کھلے چیلنج کا جواب نہیں دے سکے۔ اگر کسی نے کوشش کی بھی ہے تو اس کی مثل لانے میں ناکام رہا ہے۔ اسلام کے خلاف عیسائی علماء نے کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں اعتراضات بے جا کئے گئے ہیں مگر انہوں نے عربی دان عیسائی معاونین کی مدد سے بھی قرآن جیسی کوئی سورۃ بنا کر نہیں دکھائی۔ قرآن فصاحت و بلاغت، اعلیٰ اور پاکیزہ تعلیم اور دلائل بیّنہ میں جو اس نے منجانب اللہ ہونے اور خدا کی ہستی کے متعلق دیئے ہیں بے نظیر اور لاثانی ہے۔

پیشگوئی کہ یہ کتاب دُنیا میں شائع اور منتشر کی جائیگی

یہ پیشگوئی اُسوقت کی گئی تھی جبکہ کاتبِ زبانِ عربی شاذ و نادر ہی تھے۔ کاغذ بھی نہیں ملتا تھا۔ عربی مکاتب کا نام و نشان نہ تھا۔ ایسے وقت میں پیشگوئی کرنا کہ قرآن دُنیا میں بکثرت شائع اور منتشر کیا جائے گا بجز عالم الغیب خدا کے اور کسی کا کام نہیں ہے۔ اِس جیتی پیشگوئی کے بعد جلد ہی لکھنے کے سامان اور کاتب پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے [illegible] قرآن ہاتھوں سے لکھ کر شائع کیا۔ چونکہ قرآن [illegible] عبادت بھی اسلئے جوں جوں سیاسی طاقت بڑھتی گئی مسلمانوں نے اسکی اشاعت اور ترویج میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہر جگہ اور ہر ملک میں جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی قلمی قرآن لکھے جانے لگے اور بکثرت قریباً ہر مسجد میں پڑھے جانے لگے۔ پھر جب طباعت کا فن ایجاد ہوا تو ہر مطبع میں قرآن طبع ہو کر شائع ہونے لگے۔ اور جب مشینوں کے ذریعہ سے طباعت کا کام ہونے لگا تو سب سے زیادہ قرآن ہی چھپ کر منتشر ہونے لگے۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس وقت دُنیا میں سب کتب سے زیادہ چھپنے اور شائع ہونیوالی کتاب قرآن ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اُسوقت صحف یعنی قرآن کی زیادہ اشاعت ہوگی جبکہ سمندروں میں آگ بھڑکائی جائے گی۔ دخانی بحری جہازوں اور ایٹم بموں کی آزمائش کیلئے سمندروں میں پھینکے جانے نے اس پیشگوئی کو اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

مسلمانوں میں مقدس اور پاک نفس (ملہم ربانی) پیدا ہوتے رہیں گے

اگر کوئی ایسا زمانہ بھی آجاتا کہ قرآن کے صحیح مطالب سمجھنے والا کوئی نہ رہتا اور یہ مقدس کتاب اوہام کے پردہ میں چھپ جاتی تو اس کا وہی حال ہوتا جو ہندوؤں کے ویدوں اور دیگر پُرانی مذہبی کتب کا ہوا۔ مگر خداوند قدوس نے قرآن کے معانی کی حفاظت کے سامان خود پیدا کر دیئے۔ اور ہر صدی کے سر پر کوئی نہ کوئی مقدس اور مطہر انسان پیدا کر دیا جس کے انفاسِ مبارکہ سے قرآن کے معانی اور اسرار و غوامض کا انکشاف ہوا۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابوداؤد جلد ۲ ص۲۱۱) (خدا تعالیٰ اس اُمت کیلئے ہر صدی کے سر پر مقدس اور مطہر مرد بھیجا

کریگا جو دین کو تازہ کریگا اور اغلاط دور کر دیگا) اس قول
نبوی کے مطابق کئی مجدد پیدا ہوتے جنہوں نے اپنی قدسی قوت
سے دین کی مدد کی اور عقائد اور اوہام باطلہ کی دلائل بینہ
سے تردید کی۔ پہلے مجددین کے علاوہ اس صدی میں حضرت
مسیح موعود علیہ السلام اسی مقصد کیلئے مبعوث ہوئے۔ پس
یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔

پیشگوئی کہ یہ کتاب بہت پڑھی جائے گی

قرآن کے "قرآن" نام میں یہ پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب
بکثرت پڑھی جائیگی۔ دنیا کے تمام ممالک میں جہاں اہل اسلام
کی بود و باش ہے یہ کتاب مکاتب، مدارس اور مساجد میں پڑھی
جاتی ہے اور پانچ وقت کی نمازوں میں جو مسلمانوں پر فرض کی گئی
ہیں اس کا پڑھنا لازمی ہے ایسی درسگاہیں بھی ہیں جہاں صرف
قرآن پڑھایا اور زبانی یاد کرایا جاتا ہے۔ کوئی شہر و قصبہ ایسا
نہیں جہاں سارے قرآن کے حافظ نہ ہوں۔ رمضان کے مہینہ
میں ہر سال حافظ قرآن پیش امام ہو کر نماز تراویح میں سارا
قرآن ازبر سناتے ہیں دنیا کی کوئی مذہبی کتاب اتنی کثرت سے
نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن بچوں سے لیکر بڑی عمر کے بوڑھوں
تک بڑے شوق اور دلی اعتقاد سے پڑھا جاتا ہے پس یہ
پیشگوئی حیرت ناک طور پر پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔ جو
اسوقت کی گئی جبکہ طاقتیں مسلمانوں کے قلیل التعداد گروہ
کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی سرتوڑ کوشش کر رہی تھیں اور دشمن
آنحضرت اور آپ کے صحابہ جان نثار کو ملک بدر کرنے میں
کامیاب ہو گئے تھے۔ اسوقت کے حالات نامساعد کے پیش نظر
یہ پیشگوئی کرنا کہ دنیا کے کناروں تک یہ کتاب شائع کی
جائیگی اور صحیح و سالم رہیگی اور کثرت سے پڑھی جائے گی
اس کتاب کے کلام اللہ ہونے کی صریح شہادت ہے۔

پیشگوئی کہ یہ کتاب ازبر یاد کی جائے گی

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا قرآن کے اس صفاتی نام میں یہ
پیشگوئی مضمر ہے کہ یہ کتاب کثرت سے زبانی یاد کی جائیگی اور اس طرح
سے اسکی حفاظت اس وعدہ الٰہی کے مطابق ہوگی کہ ولقد یسّرنا
القرآن للذکر فھل من مدّکر (۵۴/۱۷) (ہم نے ازبر یاد کرنے
کیلئے قرآن کو آسان کر دیا ہے کیا کوئی یاد کرنیوالا ہے؟) انا نحن
نزّلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون (۱۵/۹) ہم نے اس یاد ہونے
والی کتاب کو نازل کیا اور ہم اسکی ضرور حفاظت کرینگے) یہی پیشگوئی
اس طرح پوری ہوئی اور ہو رہی ہے کہ ساری دنیا میں اسکی نظیر نہیں ملتی جہاں
جہاں مسلمان دنیا میں آباد ہیں یہ کتاب ازبر یاد کی جاتی ہے۔ اس کے یاد
کرنیوالے حافظ کہلاتے ہیں جو الحمد سے لیکر والناس تک اتنی ضخیم
کتاب کو بغیر دیکھے زبانی سنا سکتے ہیں۔ ہندو نہیں کہہ سکتے کہ چاروں
ویدوں میں سے کوئی ایک وید بھی کسی ہندو کو زبانی یاد ہے۔ کوئی یہودی
نہیں کہہ سکتا کہ تورات اسکو ازبر یاد ہے۔ کوئی عیسائی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چاروں
انجیلوں میں سے ایک انجیل بھی اسکو زبانی یاد ہے۔ کوئی پارسی نہیں کہہ سکتا کہ انکے
انبیاء کے صحف میں سے کوئی صحیفہ بھی اسکو ازبر یاد ہے۔ کوئی بدھ مت
کا پیرو یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ بدھ کی الہامی کتاب اسکو
ازبر یاد ہے۔ کوئی کنفیوشس کا پیرو یہ نہیں کہہ سکتا کہ کنفیوشس کی
کتاب جس کو وہ نجات دہندہ خیال کرتا ہے اس کو زبانی یاد ہے۔
یہ بالکل سچی بات ہے کہ دنیا میں کوئی مذہبی کتاب بھی کسی پیرو کے
مذہب کو سوائے قرآن کے جو آخری کتاب شریعت حقہ ہے زبانی
یاد نہیں ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

اسلامی عقائد

از جناب مولوی خورشید احمد صاحب شاد

(۱)

[اسلامی عقائد کو سادہ اور دلنشین پیرایہ میں ذکر کرنے کی ضرورت تھی۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد پروفیسر جامعۃ المبشرین نے اس مضمون کے ذریعہ اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً ــــ (ایڈیٹر)]

۱- اللہ تعالیٰ

اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام اشیاء جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں خواہ وہ از قسم حیوانات ہیں یا نباتات، جمادات ہیں یا کرۂ ہوائی میں رہنے والی کوئی دوسری مخلوق، سب کا پیدا کنندہ خالق و مالک ایک قادرِ مطلق خدا ہے۔ جسے اسلام اور قرآن مجید کی زبان میں اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لائے اور یہ ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

باقی رہا یہ کہ کیا خدا ہے؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟ سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ثبوت فی زمانہ اس قدر واضح صداقت ہے کہ اس کیلئے چنداں دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ابتداءِ دُنیا سے لے کر اب تک دُنیا کی تمام قومیں ایک قادرِ مطلق ہستی کو کسی نہ کسی رنگ میں مانتی آئی ہیں اور جماعتِ انسانی کا کوئی حصہ، زمین کا کوئی گوشہ اور زمانہ کا کوئی عہد اس تخیل سے خالی نہیں ملتا۔ ان تمام قوموں کا باوجود اختلافِ زمان و مکان رنگ و نسل اس ایک عقیدہ پر پختگی سے جمے رہنا ایک قادرِ مطلق ہستی پر کافی دلیل ہے۔

پھر عقلاً بھی اس تمام کائنات کا کوئی نہ کوئی پیدا کنندہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس دُنیا کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی شے بغیر فاعل کے نہیں بن سکتی تو پھر دُنیا کا اس قدر وسیع و عریض کارخانہ بغیر زبردست فاعل کے کیونکر بن سکتا ہے۔ قدرت کے عجائبات اور اس کی نیرنگیاں اور ان تمام کا ایک نظام اور قانون کے ماتحت ہونا اور اس تمام عالم کا نظم و نسق اور اس میں حیرت انگیز ترتیب اور سلسلہ عالم کی ہر کوٹھی میں بے انتہاء فائدہ، حکمتوں اور مصلحتوں کا وجود ثابت کرتا ہے کہ یہ کائنات اور اس کے یہ عجائبات اور اس کے یہ منظم اسباب و علل خود بخود محض اتفاق سے نہیں بن گئے بلکہ کسی حکیم و دانا اور قادرِ مطلق صانع نے اپنی قدرت اور

ہوا وہ سمات بیں بنایا ہے اور وہ اصطلاح اسلام میں مشہور ہے۔

پھر اس وقت دنیا میں جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہیں۔ اسلئے کہ ان مذاہب کے بانیان نے جب ان مذاہب کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو بالکل یکہ و تنہا تھے۔ ان کا کوئی حامی و ناصر نہ تھا۔ اسی حالت میں انہوں نے تمام قوم کو خدا کا پیغام پہنچایا۔ ان کی قوم نے ان کی زبردست مخالفت کی اور ان کی ترقی مسدود کرنے کے لئے اپنی طرف سے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا۔ لیکن ادھر رسول نے بھی قوم کو للکار کر کہا کہ تم جو چاہو کرو میرے اللہ نے جس نے مجھے اس دنیا میں بھیجا ہے مجھے کہا ہے کہ تم اور تمہارے ماننے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ رسول اور اس کی قوم اپنے مخالفین پر غالب آئے اور مخالفین کو بالآخر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہونا پڑا۔ ابلیس نے حضرت آدمؑ کی مخالفت میں کیا کسر اٹھا رکھی تھی؟ اسی طرح نوحؑ کی قوم نے آپ کے خلاف کونسا حربہ استعمال نہ کیا؟ حضرت ابراہیمؑ کے خلاف نمرود نے، حضرت موسیٰؑ کے خلاف فرعون اور اس کی قوم نے، حضرت عیسیٰؑ کے خلاف یہودیوں نے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریش مکہ نے کیا کچھ نہ کیا تھا۔ لیکن ان مخالفین کے مقابل ہر ایک رسول کا یہی قول تھا کہ بالآخر ہم ہی کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ کا رسول اور اس کی قوم ہی غالب آئی۔

پس آج جس قدر بھی مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ اس امر کا زبردست ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اس کی ذات کے منکر خطا کار ہیں۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اگر خدا ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس چیز کے عدمِ وجود کی دلیل نہیں کیونکہ اس دنیا میں ایسی اور بہت سی حقیقتیں ہیں جو آنکھوں سے دکھی نہیں جاتیں بلکہ ان کا وجود دوسرے حواس سے معلوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہوا آنکھوں سے نظر نہیں آتی، صرف اس کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح مٹھاس، ترشی وغیرہ دیکھے نہیں ذائقہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنی صفات اور قدرت سے پہچانا جاتا ہے۔ ہاں اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی شخص اس کی ذات کی جستجو کرتا ہے اور اس کا ہو رہتا ہے تو وہ ذات اسے نظر آجاتی ہے لیکن اس وقت بھی بندہ کو جو رویتِ باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے وہ انسانی ظرف کی نسبت سے ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بہت وراء الوراء ہستی ہے، اس کی کوئی کنہ نہیں۔ ہماری کوئی حس اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔ وہ زمان یا مکان سے پاک ہے۔ نہ اس کی کوئی شکل ہے نہ اس کی کوئی حد۔ وہ آسمان میں بھی ہے اور زمین میں بھی، دنیا کی ہر شے میں اس کا نور ہے۔ وہ ہم سے بہت دور بھی ہے، اتنا دور کہ ہمارا واہمہ بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ ہم سے قریب بھی ہے، اتنا قریب کہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

خدا کا کوئی شریک نہیں

اس دنیا و مافیہا کا خالق و مالک صرف وہی ایک

قادرِ مطلق خدا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی اس کی خدائی میں شریک نہیں۔ نہ اس کی ذات میں نہ اس کی صفات میں۔ نہ وہ کسی کا بیٹا ہے، نہ اس کا کوئی بیٹا ہے، وہ توالد و تناسل سے پاک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تمام کائنات اسکی محتاج ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی عبادت جائز نہیں اور نہ ہی کسی کو سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی کی قسم کھانا بھی درست نہیں۔ قبروں پر سجدہ کرنا شرک ہے۔ کسی انسان کو خواہ وہ رُوحانی یا جسمانی لحاظ سے کس قدر بلند مرتبہ پر پہنچا ہوا کیوں نہ ہو خدا کے برابر قرار دینا یا اسکی صفات خلق، احیاء، اماتت وغیرہ میں سے کسی صفت میں شریک گردانا بھی شرک ہے۔

عالم الغیب صرف خدا کی ذات ہے، انسانوں میں سے کوئی علمِ غیب پر قدرت نہیں پا سکتا سوائے اسکے کہ جس کو خدا خود اپنے اس علم میں سے کچھ حصہ دے اور وہ صرف اس کے رسول اور مقرب لوگ ہیں جن کو وہ اپنی ذات کے ثبوت اور رسولوں کی صداقت کے لئے دلیل کے طور پر اس علم میں سے کچھ حصہ دیتا ہے۔

وہ مُحیی و مُمیت ہے، زندہ کرنا اور مارنا صرف اُسی کے قبضہ اور تصرف میں ہے۔

تمام ایسے امور کا اختیار کرنا جن سے توجہ قدرتِ ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے منحرف ہو کر محض اوہام کی اتباع کرے شرک ہے۔ مثلاً سحر و طلسم، جنات و شیاطین و ارواحِ خبیثہ وغیرہ اوہام جو بعض لوگوں میں بطور رسم جاری ہیں کلیۃً خدا تک پہنچنے کے لئے کسی واسطہ کی ضرورت نہیں۔ جو شخص بھی اُس تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اُس کے بتائے ہوئے طریق کی پیروی کر کے اس کو پا لے گا۔

خدا کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

اسلئے کہ یہ ایک صداقت ہے اور اسلئے بھی کہ بہت سے مکارمِ اخلاق کی تکمیل اور رذائل اخلاق سے اجتناب اسی صورت میں میسر آ سکتا ہے جبکہ تمام کائنات سے بالا ایک قادرِ مطلق ہستی کا اعتقاد رکھا جائے۔ مثلاً ایک شخص کو اس دُنیا میں اقتدار حاصل ہے۔ اگر اس شخص کو خدا پر ایمان ہے تو وہ ہر ظلم اور قبیح فعل کے وقت اپنا ہاتھ روک لیگا۔ اور اس کا نفس اسے یہ یاد دلائے گا کہ اگر تُو نے یہ حرکت کی تو یاد رکھ کہ تجھ سے بھی ایک بڑی طاقت موجود ہے جو تیرا محاسبہ کریگی۔ اسی طرح وہ شخص جو باوجود حق پر ہونے کے اس دُنیا میں اپنا حق نہیں پا سکتا اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کی نظر نہ ہو تو اس کو اس دُنیا کی کوئی شے اطمینان نہیں دے سکتی۔ وہ ہزار شکستیں اور ٹھوکریں کھانے کے بعد بھی یہ کہکر اپنے دل کو تسلی دے سکتا ہے کہ خیر کوئی بات نہیں اگر دُنیا والوں پر میرا یہ حق نہیں کھُلا تو خدا تو میرے حق کو خوب جانتا ہے وہ مجھے اس کا بہتر بدلہ دیگا کیونکہ اس کی قدرت اس دُنیا کے تمام جابروں اور قادروں پر حاوی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ایک بہت بڑی قادرِ مطلق ہستی پر ایمان اس دُنیا سے بہت سی مصیبتوں، دُکھوں اور تکالیف کا خاتمہ کر سکتا ہے اور دُنیا میں حقیقی امن و راحت اور مسرت کا دَور دَورہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ صدقِ دل سے یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اس دُنیا کا پیدا کنندہ ایک قادرِ مطلق خدا ہے اور یہ کہ اس دُنیا کا ہر چھوٹا اور بڑا اپنے نیک و بد اعمال

کے کئے اُس کے سامنے جوابدہ ہوگا۔

۲۔ فرشتے

اللہ تعالیٰ نے اِس کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے کچھ واسطے اور وسائل مقرر کئے ہیں جن میں ملائکہ بھی ہیں۔ وہ رُوحانی وجود ہیں اور مادی عالم کی پہلی کڑیاں اور وہ اِس مادی عالم کے مدبّر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کارخانۂ عالم کو چلانے کے لئے مختلف اسباب پیدا کئے ہیں اسی طرح اُس نے فرشتوں کو کائناتِ عالم کے تغیرات کے لئے پہلی علّتیں اور ابتدائی اسباب بنایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بنائے ہوئے قواعد کے ماتحت دُنیا میں تغیرات پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور ان کی تدبیر سے یہ کارخانۂ عالم صحیح طور پر مقررہ قوانین کے مطابق چلتا جاتا ہے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی وحی اس کے بندوں پر نازل کرتے ہیں، اس کے کلام کو انسانوں تک پہنچاتے ہیں قانونِ قدرت کا اجرا انہیں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ موت و حیات کا انتظام بھی انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ لوگوں کے دلوں میں نیک تحریکیں پیدا کرتے ہیں اور جب کبھی اللہ تعالیٰ کا کوئی مامور دُنیا میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ تمام کائنات کو اس کی تائید میں لگا دیں۔ چنانچہ تمام کائنات اس مامور کی خدمت میں لگ جاتی ہے اور اِس طرح باوجود شدید مخالفت کے وہ مامور اپنے مخالفین پر غالب آجاتا ہے۔ ملائکہ اگرچہ نظر نہیں آتے لیکن انکا نظر نہ آنا اُنکے عدم وجود کی دلیل نہیں کیونکہ اس کائنات کی تمام اشیاء کیلئے صرف رویت ہی معیارِ شناخت نہیں بلکہ بہت سی اشیاء کا وجود دیگر ذرائع سے معلوم کیا جاتا ہے قانونِ قدرت کے بہت سے باریک اسباب ایسے ہیں جو انسانوں کو نظر نہیں آتے اور اس وجہ سے بہت سے لوگ انکار کر دیتے ہیں لیکن اُن کا یہ انکار اِن اسباب کے عدم وجود پر کسی صورت میں دلیل نہیں ہو سکتا۔

یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشک فرشتوں کو مادی عالم کے چلانے کیلئے پہلی علّت بنایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا اپنی قدرت کے ظہور اور اس نظام کو چلانے کیلئے غیر کا محتاج ہو گیا کیونکہ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ قادرِ مطلق ہے کہ ہر شے اسکے ایک ادنیٰ سے ارادہ اور اشارہ سے ظہور پذیر ہو سکتی ہے لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اِس مادی دُنیا کا نظام ہی اِس طور پر بنایا ہے کہ اسکی تکمیل درجہ بدرجہ ہوتی ہے اور عام حالات میں اسکی کوئی کڑی بھی جنتر منتر اور جادُو کے طریق پر یکلخت نہیں ہوتی۔ بہرحال اگر خدا تعالیٰ بچہ پیدا کرنے کیلئے انسانی نطفہ سے کام لیتا ہے اور حیوان کی پیاس بجھانے کے لئے پانی سے کام لیتا ہے دُنیا کو روشن کرنے کیلئے سوُرج سے کام لیتا ہے، اسی طرح اُس نے آنکھ کو دیکھنے کے قابل بنانے کیلئے روشنی کو پیدا کیا ہے اور ان تمام چیزوں سے اسکے قادرِ مطلق ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا تو فرشتوں کو واسطہ بنانے سے اسکی قدرتِ کاملہ میں کیونکر فرق آسکے گا؟

ان فرشتوں کا کام یہ ہے کہ جو حکم انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے اُسے بلا چُون و چرا کرتے جائیں معصیت یا نافرمانی کا اُن میں مادہ ہی نہیں، وہ سراپا اطاعت ہیں وہ دکھائی نہیں دیتے، نہ کھاتے پیتے ہیں، نہ سوتے ہیں۔ یہ فرشتے زمین و آسمان میں بیشمار ہیں لیکن روایات کے رُو سے مشہور اور تمام فرشتوں کے سردار چار ہیں:-

جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل

جبرئیل:- انہیں فرشتہ وحی بھی کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولوں کے پاس مخلوق کی ہدایت کے احکام لاتے ہیں۔

میکائیل:- اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درمیان تقسیمِ رزق کا معاملہ ان کے سپرد ہے۔

عزرائیل:- موت کے وقت بندوں کی جان نکالنا اور روحوں کو قبض کرنا ان کے سپرد ہے۔

اسرافیل:- احیاء اور حشر اجساد کا سارا کارخانہ ان کے سپرد ہے۔ قیامتِ کبریٰ کے وقت مُردوں کے اُٹھنے کے لئے صُورِ اسرافیل کا واقعہ ایک واضح پیشگوئی ہے۔

۳۔ رسالت و رُسُل

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے دُنیا میں اطمینان و راحت کی زندگی بسر کریں اور موت کے بعد کی زندگی میں بھی سرخرو ہوں۔ چنانچہ بندوں کو اپنی عبادت کے طریق اور دیگر معاملات سمجھانے اور اپنے پیغام اُن تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے ایک انسان کو اس غرض کے لئے چن لیتا ہے جو اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان پیغامبر کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اس پیغام کو اسلامی اصطلاح میں **رسالت** اور پیغامبر کو **رسُول یا نبی** کہتے ہیں۔ رسالت کی تین قسمیں ہیں:-

(۱) رسالت مستقلہ تشریعیہ

(۲) رسالت مستقلہ غیر تشریعیہ

(۳) رسالت غیر مستقلہ غیر تشریعیہ

رسالت مستقلہ تشریعیہ سے مراد ایسی رسالت ہے جو مستقل شرع کی حیثیت رکھے۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ علیہم السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتیں۔

رسالت مستقلہ غیر تشریعیہ۔ جیسے حضرت یحییٰؑ اور عیسیٰ علیہما السلام جو مستقل نبی تو تھے لیکن الگ شریعت نہیں لائے بلکہ تورات کی پیروی کرتے تھے اور اسی کی دعوت دیتے تھے۔

رسالت غیر تشریعیہ تابعیہ یعنی کسی مستقل اور صاحب شریعت نبی کی اتباع سے اور اسکی شریعت کی اشاعت کیلئے نبوت اور رسالت کا انعام پانا۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں حضرت مسیح موعودؑ کا وجود باجود ہے۔ نبوت کی یہ قسم صرف اُمتِ محمدیہ میں پائی جاسکتی ہے کیونکہ ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ مقام اور مرتبہ ملا ہے کہ آپ کی پیروی سے آپؐ کا سچا متبع مقامِ نبوت کو پاسکتا ہے۔ پہلے نبیوں کی یہ شان نہ تھی۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے اب پہلی اور دوسری قسم کی رسالت کا دروازہ کلیتہً بند ہے کیونکہ سب سے آخری اور کامل شریعت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی گئی۔ اب اگر کوئی رسالت جاری ہے تو تیسری قسم کی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی اتباع میں ہی کوئی شخص فیضِ نبوت سے فیضیاب ہوسکتا ہے اس کے علاوہ اس مقام تک پہنچنے کی اور کوئی راہ نہیں۔ اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں

سلسلۂ انبیاء جاری کیا ہے جو آئندہ بھی تا قیامت جاری رہیگا اور ماسوا اس کے کوئی قوم یا ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کے پیغامبر نہ آئے ہوں۔ یہ نبی سب کے سب استباز اور نیکوکار تھے۔ قرآن مجید میں ان تمام انبیاء کے نام تو نہیں البتہ مشہور اور بنیادی انبیاء کے نام ضرور مذکور ہیں جو یہ ہیں:۔

حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ۔ حضرت لوطؑ۔ حضرت شعیبؑ۔ حضرت یوسفؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت ادریسؑ۔ حضرت یحییٰؑ۔ حضرت زکریاؑ۔ حضرت عیسےٰؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت ہودؑ۔ حضرت ایوبؑ۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء ایک مخصوص قوم کے لئے مخصوص علاقہ میں مبعوث ہوئے اور ان میں سے جن کو بھی شریعت دی گئی وہ محدود وقت کے لئے تھی۔ صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی ایسی کامل شریعت ہے جو تمام دنیا کی تمام اقوام کے لئے رہتی دنیا تک قائم و دائم ہے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ تمام احکام ایسے ہیں جو بنی نوع کی ہر صنف کے لئے ہر زمانہ میں کام آسکتے ہیں۔ اسلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے اور کامل نبی اور آپ کی شریعت سب سے اعلیٰ اور اکمل شریعت ٹھہری۔

تمام انبیاء جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا دنیا میں ان کا پیغام پہنچاتے رہے اور ایک مدت اس دنیا میں خدا کا نام بلند کر کے فوت ہوگئے۔ چونکہ وہ سب کے سب انسان تھے اور انسان کو فنا لازم ہے اسلئے ان میں سے کوئی بھی اس وقت زندہ نہیں، سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی یہ غیرت اور ایمان کے خلاف ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد اب تک کسی پہلے نبی کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رتبہ میں بھی کم تر ہو زندہ مانا جائے۔

اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ یہ تمام انبیاءؑ عام طریق توالد و تناسل سے پیدا ہوئے سوائے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ جیسے حضرت آدمؑ بغیر ماں اور بغیر باپ کے محض اللہ تعالےٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے وہ شخص تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنی وحی اور رسالت کے لئے چنا۔

۴۔ کتب

کتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام کا وہ مجموعہ ہے جو اس نے اپنے کسی نبی کو دیئے اور پھر وہ مرتب ہو کر کتاب کی صورت میں اس نبی کی امت کے لئے جب تک خدا نے چاہا ذریعۂ ہدایت بنے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو جو اس دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لئے آئے ان کے زمانہ اور اس وقت کی مصلحتوں کے مطابق احکام عطا فرمائے جو سب کے سب وقتی ضرورت کے مطابق تھے اور جنہیں بعد میں آنیوالا نبی منسوخ کر کے نئے زمانہ اور نئے لوگوں کے لئے نئے احکام لاتا رہا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر

انبیاء اس دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف اقوام
کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے سب کے سب
ہی ایسی شریعت لائے جو ایک محدود قوم اور
محدود زمانہ کے لئے تھی ۔ صرف آنحضور صلے اللہ
علیہ وسلم پر ایسی شریعت نازل کی گئی جو تمام
دنیا کے لئے تا قیامت ذریعۂ ہدایت قرار دی گئی۔
اب اس کے بعد کوئی شریعت اس کی ناسخ نہیں ہوسکتی۔
آپ کو جو شریعت دی گئی اس کا نام اللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید رکھا ہے ۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے
واضح فرما دیا ہے ۔ کہ اس کتاب کے ذریعہ ہم نے
بنی آدم کے لئے کامل احکام نازل کر دیئے ہیں اور
ابن آدم کے لئے جس دین کی بنیاد آدم علیہ السلام
کے زمانہ سے رکھی گئی تھی اب وہ اس شریعت کے
ذریعہ مکمل کر دی گئی ہے ۔ کیونکہ قرآن مجید ایسے
زمانہ میں نازل ہوا جب کہ انسان کی تمام مخفی قوتیں
ظاہر ہو چکی تھیں اور انسان کو ذہنی اور عقلی لحاظ
سے کمال حاصل ہو چکا تھا ۔ اس لئے قرآن مجید کی
تعلیم میں نہ افراط ہے نہ تفریط ۔

جو کتب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تک انبیاء علیہم السلام پر نازل کیں وہ
بے شمار ہیں ۔ اُن میں سے بعض کا ذکر قرآن مجید
میں آیا ہے ۔ جن کا ذکر آیا ہے اُن میں سے بھی بعض
معدوم ہیں ۔ بہرحال اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ
جس طرح ہم تمام رسولوں کو خدا کی طرف سے بھیجے
ہوئے اور راستباز تسلیم کریں اسی طرح ان تمام
کتب پر بھی ایمان لائیں جو قرآن کریم سے قبل
مختلف انبیاء پر اُتاری گئیں ۔ ہمارا ایمان اُن پر
اجمالی ہے تفصیلی نہیں ۔ یعنی یہ مانتے ہیں کہ وہ خدا کی
طرف سے اپنے زمانہ میں برحق تھیں ۔ پھر اُن کے
بعد آنے والی شریعتوں نے انہیں منسوخ کر دیا ۔
اور اُن کی تمام صداقتیں بعد میں آنے والی شریعتوں
میں منتقل ہو گئیں ۔ ویسے بھی یہ کتب زمانہ کی دست بُرد
سے محفوظ نہیں رہیں ۔ ان کے ماننے والے اُن میں
وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات اور خواہشات کے
مطابق تبدیلی کرتے رہے ۔ حتیٰ کہ اُن کی اصل تعلیم بالکل
مسخ ہو گئی ۔ ایسا اس لئے ہوا کہ اُن کے محفوظ رکھنے
کا خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں تھا ۔ صرف
قرآن مجید ہی ایک ایسی شریعت ہے جس کے تا ابد
محفوظ رہنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ۔ اور
جس میں گزشتہ تمام کتب کی صداقتیں مع زائد
صداقتوں کے پائی جاتی ہیں ۔

جن کتب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں
فرمایا ہے وہ یہ ہیں :-

(۱) صُحفِ ابراہیمؑ ۔
(۲) صُحفِ موسیٰؑ ۔ یعنی تورات ۔
(۳) زبورِ داؤدؑ ۔
(۴) انجیلِ عیسیٰؑ

تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ۔
جس کے متبعین یہودی کہلاتے ہیں ۔
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی جس کے

متبعین عیسائی کہلاتے ہیں۔

قرآن مجید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جنہیں ماننے والے مسلمان کہلاتے ہیں۔

تورات اور انجیل جیسی بھی ہیں کتابی صورت میں موجود ہیں۔

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی جو "عہدنامہ قدیم" میں منقول ہے۔

یہ کتب باقاعدہ پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ ان کے ماننے والے ان میں کچھ کچھ عرصہ کے بعد حالات کے مطابق ردّ و بدل کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ پرانی تورات و انجیل اور نئی تورات و انجیل میں بہت سا اختلاف ہے۔ صحفِ ابراہیم محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر آیا ہے۔

قرآن مجید ہی وہ واحد و یگانہ کتاب ہے جو اپنی تعلیم کے لحاظ سے کامل اور اپنی حفاظت کے لحاظ سے بے نظیر طور پر محفوظ ہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ضروری اطلاع

رسالہ الفرقان کا انتظامی حصہ الگ کر دیا گیا ہے اب آئندہ سے مولوی خورشید احمد صاحب شاد بطور مینیجر کام کریں گے۔ امید ہے کہ رسالہ کے انتظام میں اس سے بہتری پیدا ہو جائیگی۔ جملہ انتظامی امور اور ترسیلِ چندہ صرف مینیجر الفرقان ربوہ کے عنوان سے ہو۔ (ابوالعطاء جالندھری)

آسان نسخہ

(از عبدالقادر صاحب)

میں تاجر ہوں۔ خود اس مرض میں مبتلا رہا اور مختلف ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس معمولی نسخے سے میری بیماری پوری طرح جاتی رہی محض عوام کے فائدہ کیلئے للہ شائع کیا جاتا ہے جن حضرات کو اس سے فائدہ ہو وہ میرے حق میں دعا فرمائیں اور بس۔

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تک چاہیئے بچنا دوا سے

اگر تجھ کو لگے جاڑوں میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی

جو ہو محسوس معدے میں گرانی
تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

اگر خوں کم بنے۔ بلغم زیادہ
تو کھا گاجر چنے شلغم زیادہ

جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا
اگر ضعفِ جگر ہو کھا پپیتا

جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا
اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا

تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے
تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے

جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس
تو پھر ملتانی مصری کی ڈلی چوس

زیادہ گر دماغی ہے ترا کام
تو کھایا کر شہد کے ساتھ بادام

اگر ہو دل کی کمزوری کا احساس
مربہ آملہ کھا اور انناس

جو دُکھتا ہو گلا نزلے کے مارے
تو کر نمکیں پانی کے غرارے

اگر ہو درد سے دانتوں کے بیکل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل

جو بد ہضمی میں تو چاہے افاقہ
تو کر لے ایک یا دو وقت فاقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور توحید کا قیام

(مکرم مولوی فضل الرحمٰن صاحب نعیم)

آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل جبکہ کائنات کی روحانی تجلیات بالکل مدھم پڑ گئی تھیں، انسانی قلب و نظر پر جہالت و غوایت کی تاریک گھٹائیں چھا گئی تھیں اور انسانی گمراہی اپنی حدِ کمال کو پہنچ گئی تھی ——— انسان خالقِ حقیقی کی ہستی کا منکر ہو کر اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنا کر اُن کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا تھا، اُسے قعرِ مذلّت میں دیکھ کر خدائے واحد کی محبت نے جوش مارا اور اُس نے دنیا میں توحید کے قیام اور شرک کے خاتمے کے لئے ایک مردِ آہن کو منتخب کیا جو تمام انسانوں کے لئے ایک شفیق باپ اور خزاں زدہ انسانیت کے لئے نوید بہار تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں پرورش پائی جنہوں نے بھولے سے بھی واحد خدا کو یاد نہ کیا تھا بلکہ وہ سرے سے ہی وحدانیت کے منکر تھے۔ بُت پرستی اور قتل و غارت اُن کا دن رات کا مشغلہ تھا۔ ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ سے روشناس کرانا بہت مشکل کام تھا اور پھر ایسے خدا سے جو واحد ہو اور اُس کا کوئی شریک نہ ہو، تعلق پیدا کرانا ناممکن نہیں تو جان جوکھوں کا کام ضرور تھا۔

یہ ایسے لوگ تھے کہ جب اُن سے کہا گیا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص (نعوذ باللہ) پاگل ہو گیا ہے۔ ہم نے اسے "صادق" اور "امین" سمجھا تھا لیکن یہ ہمارے معبودوں کے خلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ کہ ہم نے کوئی خلافِ عقل کام نہیں کیا۔ بلکہ یہی کام ہمارے باپ دادے بھی کرتے رہے ہیں۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک خاص طریق پر پایا اور اُنہیں کے نقشِ قدم پر ہم چلے جا رہے ہیں۔

ان بُت پرستوں کی یہ بات بالکل درست تھی۔ کہ بُت پرستی کے موجد ہم نہیں بلکہ یہ بیماری تو ہمیں ورثہ میں ملی ہے اور یہ اب ناسُور بن چکی ہے۔ چنانچہ سورۂ نوح میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:-

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ
وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ
وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا
مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا
تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ
وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا
كَثِيْرًا وَّلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ

إِلَّا ضَلَالًا ہ

کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ بت تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے تو انہوں نے کوئی بات نہ مانی۔ آخر کار حضرت نوحؑ نے کہا کہ اے میرے رب! میری قوم نے میری بات کو رد کر دیا ہے۔ اور اس شخص کی پیروی کی ہے جو اُن کے مال و اولاد کو نقصان میں بڑھاتا ہے۔ اور میرے مقابلہ میں ان لوگوں نے بڑی بڑی مکاریاں کی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے محبوب معبودوں کو کبھی نہ چھوڑیں گے۔ نہ ودّ کو نہ سواع کو۔ یغوث، یعوق اور نہ نسر کو۔ اور اس وجہ سے یہ بہت گمراہ ہو گئے ہیں اب تو بھی ان کو ناکامی و نامرادی میں زیادہ کر۔

پھر عیسائیوں اور یہودیوں کے متعلق قرآن حکیم میں ہے :۔

اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا...

کہ ان لوگوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر رب بنا لیا ہے۔ اور مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں صرف ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :۔

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد

کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اِنّما هلك من كان قبلكم كانوا يتبعون آثار الانبياء فيتخذونها كنائس وبيعا۔

کہ تم سے پہلے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے نبیوں کے آثار و تبرکات کو عبادت گاہ اور گرجے بنا لیا۔

ان آیات قرآنیہ و فرمان نبویؐ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بت پرستی کی چاٹ ایک عرصے لوگوں کو پڑی ہوئی تھی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے شرک و بدعت کے اس درخت کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنے کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ بے شک یہ جان جوکھوں کا کام تھا۔ لیکن خلق خدا کی بھلائی اور ان کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کیا۔ جن کا تصور ایک سخت سے سخت دل انسان کو بھی کپکپی کا احساس دلانے کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانی کو رائیگاں جانے نہیں دیا بلکہ آپ کو وہ قوت قدسیہ عطا کی کہ جس کے طفیل آپ نے بت پرستوں کو خدا پرست بنانے کا فخر حاصل کیا اور صرف خدا پرست ہی نہ بنایا بلکہ عرب کی ذلیل سمجھی جانے والی قوم کو روحانی انعام کے علاوہ دنیاوی بادشاہت بھی میسر ہوئی اور یہ سب کچھ معبودان باطل کی شکست کا نتیجہ تھا کہ مکہ و مدینہ کے مشرکین قعر مذلت سے نکل کر روحانیت کے آسمان کے ستارے بن گئے اور انہوں نے

واحد خدا کو اس طرح اپنا ملجا و ماویٰ بنالیا کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنی محال ہے۔

اُعلُ ھُبَل کہنے والے اَللّٰہُ اَکبر اور اَللّٰہُ اَحَد کے ایسے نعرے لگانے لگے جنہوں نے عرش و فرش کو لرزہ براندام کر دیا۔ یہی وہ لوگ تھے جو کبھی کہتے تھے کہ اِنَّا وجدنا اٰباءنا علیٰ اُمّۃٍ اور اب وہی ببانگِ دہل یہ اعلان کر رہے تھے کہ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ یہ سب کچھ اسی عظیم انسان کا مرہونِ منت ہے اور اسی کی بے لوث مساعی کا نتیجہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے سامنے یہ تعلیم پیش کی اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان بخشا تو اُن کو بتایا:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور بتایا کہ اصل طریقہ فلاح کا یہ ہے:۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

کہ مجھے (اللہ تعالیٰ کو) پکارو تو میں تمہاری حاجت براری کروں گا۔

مسلمانوں کو شرک و بدعت سے محفوظ رکھنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی:۔

لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا۔ فَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ۔

کہ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ صرف مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے ہر جگہ سے پہنچ جائے گا۔

پھر آپؐ نے دُعا بھی فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ۔ کہ اے اللہ تو میری قبر کو بُت نہ بنوائیو کہ اس کی پُوجا کی جاوے۔

حضرت عمرؓ کا اُس درخت کو کٹوا دینا جس کے نیچے رسول اکرمؐ نے بیعت لی تھی اسی وجہ سے تھا کہ کہیں آئندہ یہ مشرکانہ خیالات کا منبع نہ بن جائے یا وہ اسی پُوجا ہی ہونے لگ جائے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ — سبحان اللہ! وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اس رتبہ پر کھڑا کیا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ خدایا! میری قبر کو بُت نہ بننے دیجیو!۔

اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ وہ لوگ جن کے انگ انگ میں غیر اللہ کی محبت موجزن تھی اُنہیں اس قابل بنا دیا کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور صحابہ فرطِ غم سے حواس باختہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی وفورِ جذبات سے اپنے آپے میں نہ رہے تو اسی مشرک بستی (جسے اب خدا تعالیٰ نے مقدس اور اُمّ القریٰ بنا دیا تھا) کے ایک فرد حضرت ابوبکرؓ اُٹھ کر کہتے ہیں:۔

اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ۔

کہ اے لوگو! تم میں سے جو محمد رسول اللہ کی پرستش کرتا تھا وہ سُن لے کہ محمد رسول اللہ تو وفات پا گئے ہیں لیکن جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ سُن لے کہ وہ زندہ ہے مرگیا نہیں ——

اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت اور کس بات سے ملیگا؟ کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا ہی ایک عظیم کرشمہ نہ تھا؟ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ✱

جنگِ عظیم کی پیشگوئی اور اُس کا ظہور

[illegible]

(از جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آخری ایام میں ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک اور نہایت اہم پیشگوئی نظم کی صورت میں ذکر فرمائی ہے۔ یہ نظم "پیشگوئی جنگ عظیم" کے عنوان سے حضورؑ کی نظموں کے مجموعہ دُرِّثمین اُردو میں شائع شدہ ہے۔ الہٰی کلام میں عموماً اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں خصوصاً لفظ زلزلہ ہر قسم کے عظیم الشان عذاب پر حاوی ہے۔ جیسا کہ حضورؑ نے خود اس نظم میں اور اس نظم پر حاشیہ میں صراحت فرمادی ہے کہ جس عظیم الشان زلزلہ کی پیشگوئی کی جارہی ہے وہ ایک فوق العادت عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ صورت میں ظاہر ہوگا۔ وہ قوموں اور ملکوں کی تباہی پر منتج ہوگا اور اس سے دُنیا میں بڑی ہلاکت پھیلے گی۔ یہ زلزلہ یا عذاب مختلف صورتوں میں ظاہر ہوسکتا ہے جن میں سے جنگ عظیم بھی ہے۔ حضورؑ کی اس پیشگوئی کو ابتدا ہی سے جنگ عظیم کی پیشگوئی قرار دیا گیا ہے اور اسی عنوان سے اس کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔

آسمانی نوشتوں اور پُرانی اور تازہ پیشگوئیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم میں جس جنگ عظیم کی خبر دی گئی ہے وہ عنقریب واقع ہونے والی ہے۔ اس نظم سے ظاہر ہے کہ یہ جنگ ایامِ بہار میں ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

کب یہ ہوگا یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو وہ دن ہونگے ایامِ بہار

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار

اس سے واضح طور پر متعین ہوجاتا ہے کہ یہ جنگ عظیم ایامِ بہار سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر اس نظم میں ایک ایسا واضح نشان بھی بتادیا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ کہاں اور کس کے درمیان ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ اور انجام کیا ہوگا۔ حضورؑ فرماتے ہیں ؎

خوب کھل جائے گا لوگوں پر کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کردینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہردوار

اس سے ظاہر ہے کہ یہ جنگ ان دو قوموں کے درمیان ہوگی جو ہردوار کے پجاری ہیں یا کعبہ سے تعلق رکھنے والے ہیں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان یہ جنگ ہوگی اور اس کا نتیجہ دین اسلام کے غلبہ کا ظہور ہوگا۔

جہاں تک میں نے پیشگوئیوں پر غور کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ غالباً ایسی جنگ عظیم ۱۹۵۷ء ۱۹۵۸ء میں واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کی تائید میں عظیم الشان نشان ظاہر کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ذیل میں اب میں اس نظم کے اشعار

درج کرتا ہوں جو اس جنگ عظیم سے تعلق رکھتے ہیں :-

پیشگوئی جنگ عظیم

(منقول از نوٹ بک حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن
وہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار

اک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار

فاسقوں اور ظالموں پر وہ گھڑی دشوار ہے
جس سے قیمہ ان کے پھر دیکھیں گے قیمہ کا بگھار

خوب کھل جائیگا لوگوں پر کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہردوار

وحی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار

کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوق عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار

یہ جو طاعوں ملک میں ہے اسکو کچھ نسبت نہیں
اُس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقش و نگار

وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو!
سُست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کوکنار

تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
جس سے پڑ جائے گی اک دم میں پہاڑوں میں غار

وہ تباہی آئیگی شہروں پر اور دیہات پر
جس کی دُنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

ایک دم میں غمکدہ ہو جائینگے عشرت کدہ
شادیاں کرتے تھے جو پیٹیں گے ہو کر سوگوار

وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں
پست ہو جائینگے جیسے پست ہو اک جائے غار

ایک ہی گردش سے گھر ہو جائینگے مٹی کا ڈھیر
جسقدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار

پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
اُنکو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار

یہ خوشی کی بات ہے سب کام اس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار

کب یہ ہوگا یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہونگے ایامِ بہار

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار

یاد کر فرقاں سے لفظ زُلْزِلَتْ زِلْزَالَهَا
ایک دن ہوگا وہی جو غیب سے پایا قرار

سخت ماتم کے وہ دن ہونگے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہونگے نیکوں کے لئے شیریں ثمار

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

انبیاء سے بغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دُور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار

کیوں نہیں ڈرتے خدا سے کیسے دل اندھے ہوئے
بے خُدا ہرگز نہیں بدقسمتو کوئی سہار

یہ نشان آخری ہے کام کر جائے مگر
اب باقی نہیں ہے تم میں اُمید سدھار
ان پیاسوں پر قہرِ خدا کا جوش ہے
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہوشیار
...ستاں کے بعد ایمان قابلِ عزّت نہیں
ایسا ایماں ہے کہ تو پوشوں کا جیسے ہو اُتار
اسمیں کیا خوبی کہ پڑ کر آگ میں پھر صاف ہوں
خوش نصیبی ہو اگر اب کرو دل کی سنوار
اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائیگا جیسے ہتھوڑے* سے لوہار
اُس گھڑی شیطاں بھی ہوگا سجدہ کرنے کو کھڑا
دل میں یہ رکھ کر کہ حکم سجدہ ہو پھر ایکبار
بے خدا اُس وقت دُنیا میں کوئی مامن نہیں
یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو دارِ فرار
تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زمانِ دردِ و زکار

* یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اُس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے اگرچہ بظاہرہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا لیکن چونکہ عادتِ الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اسلئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہے ورنہ کوئی اور جانگداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اسکی بار بار شائع کرنے کی یہی وجہ سے ضرورت پیش آئی ہے جو پہلے زلزلہ کی خبر جو اچھی طرح شائع نہیں کی گئی اس سے بہت سی جانوں کا نقصان ہوا اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ دوسری پیشگوئی میں جو زلزلہ کے بارے میں ہے جہاں تک میری طاقت ہے لوگوں کو خبر دوں۔ تا شاید میری بار بار کی اشاعت سے لوگوں کے دل میں صلاحیت کا خیال پیدا ہو جائے اور اس عذاب کے ٹلنے کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں کہ کوئی عیسائی ہو یا ہندو مسلمان ہوگا یا کوئی شخص ہماری بیعت کرے۔ ہاں یہ ضرورت ہے۔ کہ لوگ نیک چلنی اختیار کریں اور جرائم پیشہ ہونا چھوڑ دیں۔

خریدارانِ الفرقان کیلئے

(۱) جن خریدارانِ الفرقان کا چندہ ختم ہو رہا ہے۔ وہ مہربانی فرما کر اپنا پیشگی چندہ بذریعہ منی آرڈر مینیجر الفرقان ربوہ کو بھجوا دیں۔ آپ کا چندہ نہ پہنچنے کی وجہ سے اگر انہیں وی۔ پی کیا جائے تو اسے وصول کر لینا آپ کا فرض ہے۔ واپس کرنے سے ادارہ کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(۲) رسالہ الفرقان کی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی پانچ تاریخ مقرر ہے۔

(۳) اگر آپ کو رسالہ نہ ملے تو بہت جلد دفتر کو اطلاع دیں۔ تاکہ آپ کو دوبارہ بھجوایا جاسکے۔

(۴) الفرقان کی خریداری بڑھانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیے! جزاکم اللہ خیراً

(مینیجر الفرقان)

تردید بہائیت

بہائیت کا "نقطۂ ارتفاع"
انسان پرستی اور قبر پرستی ہے

بہائی لوگ اپنے حقیقی عقائد کو چھپا کر مناسب موقعہ خیال پیش کر کے لوگوں میں تبلیغ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک انہوں نے اپنی وہ شریعت طبع کر کے شائع نہیں کی جسے وہ قرآن مجید کو منسوخ کرنے والی مانتے ہیں۔ ان کے پیشواؤں نے انہیں تاکید کی ہے کہ اپنے مذہب کا اخفاء کیا جائے۔ اُستر ذھبك و ذھابك ومذھبك

(بہجۃ الصدور ص۲۳)

بایں ہمہ بہائی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ:-

"حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات نوعِ انسان کو آگے بڑھا کر ارتقاء کے بلند ترین نقطۂ ارتفاع کی طرف رہبری کرتی ہیں پیچھے لوٹنا قانونِ قدرت کے سراسر خلاف ہے۔" (بشارت جنوری ۱۹۵۰ء)

وہ "بلند ترین نقطۂ ارتفاع" کیا ہے؟ اس کا مختصر خاکہ بہائیوں کے عقائد اور اعمال سے ظاہر ہے۔ آج ہم صرف ایک پہلو اس جگہ ذکر کرتے ہیں۔

سب بہائی بہاء اللہ کو حاضر ناظر جان کر اس سے دُعائیں مانگتے ہیں۔ ان کی بہجہ کی قبر پر جا کر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ کیا یہ ارتقاء ہے کہ غیر اللہ کو مجسم خدا سمجھا جائے اور ایک انسان کو اُلوہیت کے عرش پر بٹھا دیا جائے اور اس کی قبر کو سجدہ کیا جائے۔ بھلا پہلے مشرک اور گمراہ مسیحی کیوں شرک کی سزا میں گرفتار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر اور راندۂ درگاہ ٹھہرایا؟ پھر جب بہائی لوگ قبر کی پوجا کرتے ہیں تو بتایا جائے کہ ان میں اور پہلے بُت پرستوں اور قبر پرستوں میں کیا فرق ہے؟ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ مستحقِ لعنت ہیں، جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

آج بہائیت نوعِ انسانی کو پھر اسی گڑھے میں گرانا چاہتی ہے جس سے اسلام نے اسے نکالا ہے۔ جب یہ مسلّم ہے کہ "پیچھے لوٹنا قانونِ قدرت کے سراسر خلاف ہے" تو کیا بہائی قبر کی پرستش کر کے اور بہاء اللہ کو حاضر ناظر جان اس سے دُعا مانگنے کے طریق کو اختیار کر کے قانونِ قدرت کے سراسر خلاف نہیں کر رہے؟

بہائیوں کا قبلۂ نماز اور حج کا مقام بھی ان کے "نقطۂ ارتفاع" کو واضح کرتا ہے۔ جناب بہاء اللہ نے اپنی زندگی میں حکم دیا تھا:-

"اذا اردتم الصلاۃ ولّوا وجوھکم شطری الاقدس المقام المقدس وعند غروب شمس الحقیقۃ والتبیان المقر الذی قدرناہ لکم۔"

کہ جب تم نماز کا ارادہ کرو تو میری زندگی میں میری طرف منہ کر کے

بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت مفید رسالہ

پندرہ روزہ "تشحیذ الاذہان" کے دوبارہ اجراء کا اعلان

بچوں کی تربیت اور اُن کی علمی و دینی معلومات کی ترقی کا سوال ہر گھرانے کا خاص سوال ہے۔ اِس سوال کو حل کرنے میں امداد دینے کیلئے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا جا رہا ہے۔

بعض احباب کا خیال ہے کہ یہ نام بچوں کے لئے ثقیل ہے مگر کیا یہ کم خوشی کی بات ہے کہ یہ وہ نام ہے جو حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس رسالہ کا رکھا تھا۔ جسے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ نے جوانی کے آغاز میں جاری فرمایا تھا۔ اور اب حضور نے ازراہِ کرم اجازت فرمائی ہے کہ ہم بچوں اور بچیوں کے لئے اِسی نام سے رسالہ جاری کریں۔ پھر یہ نام اپنے اندر معنوی طور پر بھی نیک فال رکھتا ہے کیونکہ اس کے معنے "ذہنوں کو تیز اور روشن کرنے" کے ہیں۔

الحمد للہ کہ اِس رسالہ کے انتظامات تسلی بخش طور پر ہو رہے ہیں۔ کاغذات منظوری کے لئے گورنمنٹ میں آخری مراحل پر ہیں۔ یہ رسالہ پندرہ روزہ ہوگا۔ اس کی سالانہ قیمت پانچ روپے ہوگی۔ اُمید ہے کہ آخری منظوری فروری کے آخر تک آجائے گی اور اس کے بعد فوراً رسالہ شائع ہونا شروع ہو جائیگا جو دوست رسالہ کا چندہ بھیج چکے ہیں ان کے نام رجسٹر خریداران میں درج ہو چکے ہیں اُن کے نام **بنیادی خریداروں** کے طور پر جنہوں نے "تشحیذ الاذہان" کے دوبارہ اجراء میں حصہ لیا ہے پہلے نمبر میں شائع کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں جو دوست رسالہ کے شائع ہونے سے پہلے پہلے بروقت خریدار بن جائیں گے (خواہ پیشگی چندہ بھیج کر یا پہلا رسالہ وی پی کرنے کے لئے لکھ کر) ان کے نام بھی **بنیادی خریداروں** کے طور پر بطور یادگار شائع ہوں گے۔ اسلئے درخواست ہے کہ احباب فوری طور پر زیادہ سے زیادہ اس رسالہ کی خریداری منظور فرما دیں تا یہ رسالہ پوری آب و تاب سے شائع ہو۔

اِس سلسلہ میں جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر "مینیجر تشحیذ الاذہان۔ ربوہ" کے پتہ پر ہو کسی کے نام پر نہ ہو۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

[illegible] ابوالعطاء [illegible] الفرقان [illegible] ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)